مختصر حالات زندگی

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم (دام ظلہ العالی)

مترجم: عارف املوی

کتاب کا تعارف

کتاب کا نام: مختصر حالات زندگی حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم (دام ظلہ العالی).

مؤلف: مجلس تحریریہ (متعلق بہ دفتر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم).

مترجم: عارف املوی.

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں.

بسم الله الرحمن الرحيم

عرض ناشر

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم علی ما ھدانا علی الصراط المستقیم ثم الصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ الامین المبعوث رحمۃ للعالمین وآلہ الطاھرین المعصومین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین .

بیشک دین اسلام؛ معبود برحق کی وہ نعمت ہے جس پر اس نے ادائے شکر کے ساتھ ل کرنے کی تاکید بھی فرمائی اور اس عظیم الشان دین کی تبلیغ وترویج اور ترقی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو مبعوث فرمایا۔

تبلیغ دین اسلام خوشنودی خداوندمتعال اور آخرت میں سعادت حاصل کرنے کے لئے بہترین ذریعہ ہے، اسی وجہ سے دین اسلام کی تبلیغ وترویج کی خاطر اس ادارہ کی بنیاد رکھی گئی تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو حقائق سے آشنا کرایا جائے۔

الحمدللہ اس سے پہلے بھی کئی کتابیں اس ادارہ سے زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں جن سے صاحبان اسلام استفادہ کررہے ہیں اور اب یہ کتاب آپ

حضرات کی پیش خدمت ہے جس میں حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید **محمد سعید الحکیم** طباطبائی مدظلہ العالی کے مختصر حالات زندگی نقل کئے گئے ہیں، انشا...امید قوی ہے کہ کتاب ہٰذا لائق استفادہ قرار پائے گی، خداوند متعال سے دعا ہے کہ اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور مزید خدمت دین کی توفیق عنایت فرمائے، آپ سبھی حضرات سے التماس ہے کہ اس کار خیر میں اپنے زرین مشوروں سے ہمیں مستفیض فرمائیں، اور اگر اس کتاب میں کسی طرح کا کوئی نقص رہ گیا ہے تو دامن عفو میں جگہ عنایت فرما کر ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

فہرست کتاب

کتاب کا تعارف...۳
عرض ناشر...۵
فہرست...۷
دیباچہ...۱۱
پہلی فصل: موصوف کے والد اور آپ کی زندگی کے بعض اہم گوشے...........۲۳
موصوف کے والد محترم کا ایک مختصر تعارف..............................۲۵
موصوف کے والد علام کی اولادیں......................................۲۶
موصوف کے والد علام کی تالیفات.......................................۲۷
حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم مدظلہ کی زندگی کے بعض اہم گوشے.........۲۹
آپ کا اسم گرامی..۲۹
شجرۂ نسب..۲۹
آپ کی علمی زندگی...۳۸
حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم مدظلہ کے اساتذہ.............................۴۰

تدریس اور آپ کے شاگرد...۴۱
آپ کی تالیفات...۴۲
حضرت آیۃ ا...العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم مدظلہ کی مرجعیت..........................۴۷
الف: موصوف کی دینی حوزوی سرگرمیاں..۴۸
ا۔تقویٰ کی رعایت اور معاشرہ نمونۂ عمل قرار پانا..........................۴۹
۲۔علمی تدبر اور فکری گہرائی..۵۱
۳۔اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا..۵۲
۴۔اصالت کی حفاظت اور اصلی منابع سے پیوستگی..........................۵۲
۵۔شیعی اسلامی اعتقادات کو ثبات بخشنا..۵۴
ب: موصوف کی سماجی سرگرمیاں..۵۵
ج: عالم اسلام کو پیغام..۵۶
د: قرآن واہل بیت علیہم السلام سے متمسک رہنا..........................۵۷
ھ: حضرت امام حسین علیہ السلام سے والہانہ محبت کرنا..........................۵۸
و: اہل بیت علیہم السلام سے ایک خاص ارتباط قائم رکھنا..........................۵۸
ز: فقراء کی حمایت..۵۹
ح: اماکن مقدسہ کی تعمیر..۵۹
ط: تبلیغ دین کی حمایت اور مبلغین کی پشت پناہی کرنا..........................۶۰

ی: دنیا کے مذہبی اداروں سے رابطہ برقرار کرنا...................................۶۰
ک: عالم اسلام سے مربوط حوادث کے مقابلہ میں آپ کا کردار....................۶۱
دوسری فصل: قید خانہ میں موصوف کی زندگی..............................۶۵
تمہید...۶۷
عراقی مدیریت امن عامہ کا قید خانہ...۷۵
ابوغریب جیل کے تنگ وتاریک قید خانے...۷۷
قید خانہ میں آپ کی علمی اور سماجی سرگرمیاں.....................................۷۹
قید خانہ میں آپ کی تربیتی اور سماجی سرگرمیاں ۸۱
تفتیش کے دوران آپ کی ثبات قدمی اور پائیداری.................................۸۴

۞۞۞۞۞

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہ الرَّ حمٰنِ الرَّ حِیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء وخاتم المرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاھرین ولعنۃ اللّٰہ علٰی اعدائھم اجمعین .

مکتب اہل بیتؑ کا یہ امتیاز رہا ہے کہ اس نے قرآن کریم، اعتقادات، تعلیم وتربیت اور فقہی وغیر فقہی جیسے مختلف موضوعات میں اسلامی فکر کی سرگرمیوں کو مؤثر بنانے کے لئے نمایاں اور منفرد کردار ادا کیا ہے۔

چنانچہ حقیقی اسلام کی روش اور اس کی جیتی جاگتی تہذیب وثقافت کی ترجمانی میں گہرائی، شفافیت، اصالت، استحکام اور حیات بخش جیسے امور میں مکتب اہل بیتؑ ایک خاص امتیاز کا حامل رہا ہے۔

علم فقہ سے متعلق نظریات اور تطبیقات کے مابین ہماہنگی و یک جہتی ایجاد کرنے کی مہم اور زندگی کی راہ وروش پر فقہی حاکمیت کی منطق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی بحث

گہرائی و گیرائی کے اعتبار سے زندگی کے ساتھ مرتبط ہے۔

نیز زندگی سے فقہی مسائل کا طبیعی اتصال کے اعتبار سے بھی کوئی فاصلہ نظر نہیں آتا، کیونکہ فقہی بحث کی حقیقت صرف ذہنی جمع آوری اور ترتیب عمل کا نام نہیں ہے بلکہ عناصر وارکان استنباط کو فراہم کر کے ان کے ذریعہ عام وخاص اور کلی نظریات کی نتیجہ گیری حاصل کرنے کا نام ہے جن کی اہمیت وافادیت تطبیق کے وقت، غور وخوض سے کام لینے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ اور ائمہ طاہرین ؑ کے علوم ومعارف ایسے صاف وشفاف آب رواں کی حیثیت رکھتے ہیں جس کی عطا وعنایت سے فقہ وشریعت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ فقہ وشریعت کے مصادر میں ان عظیم المرتبت شخصیتوں کے اقوال وارشادات بھی شامل ہیں، ان کے اقوال وارشادات کو منابع وماخذ کے طور پر پیش کرنے میں ان کی عصمت وطہارت پیش پیش ہے جو ان کے اقوال وارشادات کی حجیت کو معتبر اور لازم قرار دیتی ہے، ان اوصاف کے علاوہ ان ہستیوں کے وہ صفات وکمالات ہیں جو ان کی رسالت وامامت کی وجہ سے ان کے وجود میں پوشیدہ ہیں، جن کو اللہ نے خصوصیت کے ساتھ انھیں نوازا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے علوم کا مدرسہ پوری تاریخ تشیع میں انہیں کے قدسی فیوضات اور سلف صالح یعنی انہیں کے اصحاب وتلامذہ کی صحیح تربیت کے نتیجہ میں استمرار کے ساتھ قائم رہا اور آج تک برقرار ہے، جس کا مقصد علمی میدان میں احکام شریعت کی حدود بندی وتعیین کی بابت راستہ ہموار کرنا ہے جس کے لئے **''اجتہادی''**

عمل کو آگے بڑھانے کی ضروریات نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے، کیوں؟ اس لئے کہ یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ انسان فطرتاً تابع شریعت ہوتا ہے۔

معصومین علیہم السلام کے فرامین اور ان کے ارشادات سے زمانے کی دوری نیز خود زمانے کی طولانی گزشت اور انسانی معاشرہ کی تعمیر کی راہ میں مسلسل تبدیلیاں اور فکر وعقیدہ سے متعلق جدید اور نئے نئے مسائل کا ظہور؛ شریعت میں **''اجتہاد''** کی فکر کو اس کی تمام تر خصوصیات واعتبارات کے ساتھ، لازم قرار دیتا ہے۔

معانی و مفاہیم اور ہر اعتبار سے **''اجتہاد''** کی حقیقی وفکری خلاّقیت سے آشنائی کا حاصل کرنا اگر چہ بہت اہم، دلچسپ اور ضروری ہے مگر کتاب کا اختصار اجازت نہیں دیتا کہ اس اہم موضوع کو مفصل بیان کیا جائے، البتہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ **''مکتب اہل بیتؑ''** میں اس جیسے فکری خلاّقیت کے کارناموں کو برابر پختگی اور بالیدگی کا درجہ ملتا رہا ہے جس کا سبب **''مکتب اہل بیتؑ''** کا اس عطائے فکری کی نسبت، ذاتی ایجاد ونوآوری کے اوصاف وخصوصیات سے متصف ہونا ہے جو ہمارے علماء وفقہاء حضرات کے خلاّق ذہنوں کی پیداوار ہے۔

چنانچہ انھوں نے **''ملکہ اجتہاد''** کا صحیح استعمال اور قوت استنباط کی نظم ونسق میں بہترین شکل وصورت برقرار کرنے کی راہ میں اپنی طاقتیں صرف کیں اس سلسلہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور سعی وکوشش اور کدوکاوش کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

شیعہ مجتہدین دوسروں کے برخلاف اپنی اس رائے کو مذہب کے سر منڈھنا جائز نہیں سمجھتے جو ان کے اپنے **''اجتہاد''** کا نتیجہ ہوتی ہے بلکہ ہر مجتہد اپنی خاص رائے کا

خود ذمہ دار ہوتا ہے،البتہ جو باتیں مذہب کی ضرورتوں سے تعلق رکھتی ہیں ان کو مذہب کی طرف منسوب کرنا صحیح ہے اور یہ وہ بات ہے جسے دین کے مسئلہ میں تقوی اور پرہیزگاری کی نشانی سمجھنا چاہیئے۔

شیعوں کے ''**مکتب اجتہاد**'' کی اپنے ائمہ طاہرین ؑ کی عملی روش پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کوشش اور خواہش رہی ہے کہ وہ اسلام کے حقائق کو صاف وشفاف ترین منابع سے اخذ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرے، کیونکہ ''**مکتب اجتہاد**'' نے ہمیشہ دینی و دنیوی امور میں اپنی پیروی کرنے والوں کو دینی فقہاء کی تقلید اور ان کے احترام کوملحوظ رکھنے کی تلقین کی ہے اور فقہاء کو یہ درجہ علوم شریعت میں ان کے تخصّص اور فتاوی کے صدور میں دقت،عمق اور باریک بینی کو بروئے کار لانے کے باعث نصیب ہوا ہے۔

ہم یہاں پر شیعہ اثنا عشری کے نزدیک تحریک اجتہاد کی تاریخ کے متعلق کچھ باتیں پیش کرتے ہیں تاکہ اس مبارک تحریک کی مقدس بنیادوں سے آگاہی ہو سکے۔

چنانچہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلاَ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُون﴾(۱)

---

(۱)سورہ توبہ،آیت ۱۲۲.

''مؤمنین کے ہر گروہ سے کچھ لوگ کیوں نہیں نکلتے تا کہ دین کے سلسلہ میں تفقہ کریں (دین کی گہرائی وگیرائی کا علم حاصل کریں) اور پھر جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کر آئیں تو انہیں عذاب الٰہی سے ڈرائیں شاید وہ ڈرنے لگیں''۔

حضرت امام حسین- نے فرمایا:

''مَجَارِی الْاُمُورِعَلٰی اَیْدِی الْعُلَمَاءِ بِاللّٰہِ الْاُمَنَاء عَلٰی حَلالِہٖ وَحَرَامِہٖ.''(۱)

''تمام امور کا نفاذ ان علمائے ربّانی کے ہاتھوں میں ہے جو الٰہی حلال وحرام کے محافظ ونگراں ہیں۔''

ان روایتوں کے علاوہ بے شمار دیگر روایتیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس ذمہ داری کا حامل انبیاء کا وارث قرار پاتا ہے کیونکہ فقہاء اور علماء ہی رسولوں کے امین، وکیل اور دین کے محافظ ہیں، شریعت مقدسہ نے اس اہم ذمہ داری کو نبھانے والے شخص کے لئے، علم واستقامت، پائیداری، تقویٰ وعدالت جیسی شرائط لازمی قرار دی ہیں، چنانچہ اس امر کی تاکید حضرت امام حسن عسکری - کے اس ارشاد میں بحسن خوبی نظر آتی ہے آپ فرماتے ہیں:

''فَاَمَّا مَن کَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ صَائِنًالِنَفْسِہٖ حَافِظاً لِدِیْنِہٖ مُخَالِفاً

---

(۱)۔مستدرک الوسائل ج ۱۷،ص ۳۱۲.

عَلٰی هَوَاهُ مُطِیْعاً لِاَمْرِ مَوْلَاهُ فَلِلْعَوَامِ اَنْ یُقَلِّدُوْه"(۱)

''فقہاء کے درمیان جو اپنے نفس کی نگرانی، دین کی پاسبانی، ہوا و ہوس کی نافرمانی اور حکم مولا کی اطاعت و فرماں برداری کرنے والا ہو تو عوام کو چاہیئے کہ اس (فقیہ) کی تقلید کرے''۔

ہم ان تمام باتوں سے نتیجہ حاصل کر سکتے ہیں کہ **''اجتہاد کا کردار''** کس قدر اہمیت رکھتا ہے اور اس کی کتنی ضرورت ہے اور یہ چیز امت وقائدین امت جو کہ عصر غیبت میں اما م عصر (عج) کی نیابت عامہ کے منصب پر فائز ہیں، کے مابین ارتباط کو استحکام بخشنے میں کس حد تک سہیم وشریک ہے۔

نیز ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دینی مفاہیم کو تحریف سے بچانے، شریعت مقدسہ کی تہذیبی صورت کو نمایاں کرنے، حقیقی فقہ کے ارتقا میں مشارکت رکھنے اور جمود و زوال کے اسباب وعوامل سے اس کی محافظت کرنے میں علماء وفقہائے امت کا کردار کس درجہ عظیم واہم رہا ہے جنہوں نے اپنی انتہائی کوششوں سے **''فقہ''** کے مقام کو مضبوط ومستحکم اور **''فقہ''** کے عناصر وارکان کو پختہ ومنظّم کیا، اللہ کے لئے عمل میں اخلاص برتا، سیرت نبی وائمہ طاہرین سلام اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی پیروی کی، اپنے قلوب کو ایمان اور ورع وتقوی سے معمور رکھا اور ہماری تابناک تاریخ کے ماضی وحال کے ہر دور میں استقامت و پائیداری سے ذمہ داری کی ادائیگی، خوف الٰہی، توکل برخدا، مال

---

(۱) وسائل الشیعہ ج ۱۸ ص ۹۵.

ومنال مردم سے بے رغبتی ولاتعلقی کی اعلی مثال قائم کی۔

چنانچہ عقیدہ کے میدان میں فقہاء کی فکری مرجعیت اپنے اور امت کے بیچ زندہ ارتباط اور مؤثر سرگرمی کے ذریعہ اس طرح ظہور میں آئی کہ زمانے کی گزشت کے ساتھ مسلسل تازگی اور جدّت کے ہمراہ قائم و برقرار رہی اور اس سے ہمیشہ نشاط حاصل کرتی رہی۔

کیونکہ فقہاء وعلماء نے اپنی ذمہ داری اپنے فریضۂ ہدایت اور ان مؤمنین کے قلوب میں اسلامی فکر کو راسخ کرکے اپنی ذمہ داری کو درک کیا ہمیشہ شک، نفاق اور ذاتی اغراض ومقاصد کے طوفانوں کا مقابلہ کرنے میں مضبوط اور سیسہ پلائی دیوار کی مانند ثابت قدم اور استوار رہے۔

اگرچہ اس راہ میں انھیں بے پناہ صعوبتوں اور مختلف تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا جس کا سلسلہ ائمہ اطہارؑ کے زمانے سے لے کر آج تک برقرار ہے، ہمارے ممالک پر کفر والحاد کی طاقتوں کا غلبہ رہا اور ہمارے جوانوں کے ذہنوں میں گمراہی وضلالت اور بے حقیقت تہذیب وثقافت کی ظاہری رونق وزینت نے آشیانہ بنالیا تو ایسے میں علمائے اسلام اور دینی راہنما ہی وہ مضبوط قلعہ ثابت ہوئے جس کے گرد اہل ایمان جمع ہوئے تو اس نے خودغرض دشمنوں کے شر وگمراہی سے انہیں بچایا اور اسی موقع پر پائیدار عقیدہ کی عظمت اور اسلام کے اعلیٰ اقدار کی اصالت مجسم ہوکر سامنے آئی اور ''جاء الحق وزھق الباطل'' (حق آیا اور باطل مٹا) کے مدنظر مشرقی اور مغربی ممالک نے دینی مرجعیت کی قیادت میں عظمت واقتدار کے راز کو درک کیا اور جن کے دلوں

میں مرض تھا ان کی گردنیں اسی عظمت واقتدار کے تفتیشی مطالعہ کے لئے بے بنیاد نعروں اور بیہودہ باتوں کی بنیاد پر اسے کوتاہ کرنے کی ناکام کوشش میں دراز ہوگئیں۔

﴿وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللهُ وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾(۱)

''انھوں نے مکر وفریب سے کام لیا تو اللہ نے بھی جوابی تدبیر سے کام لیا اور اللہ بہترین تدبیر سے کام لینے والا ہے۔''

چنانچہ وعدہ الٰہی سچ ثابت ہوا:

﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾(۲)

''ہم چاہتے ہیں کہ زمین پر جنھیں کمزور بنادیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں پیشوائے خلق اور وارث زمین قرار دیں۔''

بیشک **''اسلامی فقہ''** علمی اعتبار سے تازگی ونوآوری کے میدانوں اور موجودہ زبان کے اصولوں کے تحت کافی حد تک محل بحث ومرکز گفتگو رہی ہے کہ اگر ہم اس افتخار آمیز داستان کی فصلوں کا تحقیقی جائزہ لیں تو بخوبی اس بات کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ **''اسلامی فقہ''** نے جبکہ شیعوں کے حوزات علمیہ متعدد مشکلات کے شکار تھے، عصر حاضر کے فقہائے امت اور علمائے دین کی جدت، نوآوری اور روشن فکری کے ساتھ مبتلا بہ مسائل کہ جن سے امت مسلمہ نبرد آزما ہے، سے نمٹنے کا طریقۂ کار کو کتنی خوش اسلوبی

(۱) آل عمران، آیت ۵۴۔

(۲) قصص، آیت ۵.

کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس بات کو ثابت کر دکھایا ہے کہ ہر پیش آنے والی صورت حال کے لئے اسلام میں اس کے لئے مناسب حکم موجود ہے اور یہی مکتب اجتہاد' ' ہے کہ جس میں مجتہد و مرجع اور مقلدین کے درمیان زندہ اور ترقی یافتہ رابطہ مجسم ہو کر سامنے آتا ہے اور ان کے ذریعہ علمی میدان میں اس فکری عطا کے جلوے نمودار ہوتے ہیں۔

یہ فکری جلوے **''اسلامی فقہ''** کی خدمت کرنے کے سلسلہ میں شیعوں کے یہاں اس اعتبار سے نمایاں ہیں کہ **''باب اجتہاد''** ہمیشہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔

غرض کہ ایسی ہی مؤثر اور فعال کوششوں نے فقہی میدان کو اتنا غنی بنادیا کہ امت میں حیات، نشوونما اور **''دینی مرجعیت''** وامت کے درمیان جملہ اغراض واہداف سے متعلق تکامل کے اسباب ومحرکات ابھر کر سامنے آگئے۔

شریعت اسلامیہ کے علوم تاریخ کا ایک محقق جب شیعوں کی ان علمی مدارس کے شہروں کی گرانبہا میراث کا کہ جسکے آثار و برکات اور تحریک وانقلاب نے، مختلف شہروں جیسے نجف، کوفہ، قم، حلّہ، بغداد، حلب، رَے، جبل عامل، بحرین وحجاز کو مستفیض کیا، مطالعہ کرتا ہے تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیتا ہے کہ ان **''حوزات علمیہ''** کے مابین جو مشترک عناصر نظر آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ سب نے اہل بیت ؑ کے علمی مکتب کی خدمت کی ہے اور معرفت وشعور وادراک کی فضاؤں کو اس طرح وسعت بخشی کہ تقاضائے ایمان کے ساتھ ہماہنگی بھی برقرار رہی، نیز انفرادی اور اجتماعی سرگرمیوں میں دین کے اہم کردار کو اس عنوان سے نمایاں کیا کہ اسلام کی عظیم مصلحت کو علمی جامہ

اور دور حاضر کی فکر وثقافت میں نئے پیش آنے والے مسائل ومشکلات کو ان کا حل مل جائے۔

چنانچہ عراق کے شہر'' **نجف اشرف** '' نے اپنی تہذیبی تحوّل و ارتقا کی راہ میں مرکزیت واصالت کا مقام حاصل کیا، پس وہ مسلسل نور افشانی وہدایت رسانی کا مرکز ومحور قرار پایا کہ اس کے سرشار چشمہ نے معرفت اسلامیہ کے مصادر ومنابع کو اس کے مختلف روشن پہلوؤں میں استحکام عطا کیا اسی طرح یہ اپنی روش پر کامیابی وترقی کے عناصر لئے ہوئے ہر زمانے میں بافضیلت علمی درسگاہ کے عنوان سے ایسے حیات بخش ارکان کا مالک رہا ہے کہ جن کی شادابیوں کے پرتو میں فکری خلاّقیت کے خوابوں کو تعبیر ملتی رہی ہے۔

جس کے تمام علمی آثار وبرکات اور نشانیاں ایک ہزار سال سے لے کر آج تک تمام علوم پر حاوی رہی ہیں، بالخصوص اسلامی شریعت کے علوم وآداب سے متعلق جملہ امور۔

مفکرین ومحققین کے سامنے سینکڑوں تحقیقات، مطالعات اور خصوصاً نجف اشرف کی تاریخ سے متعلق تالیف شدہ بے شمار کتابوں کی موجودگی وفراہمی کے بعد، نیز روح اسلامی کی جانب سے علمی قدر ومنزلت کے گہوارہ اور باب شہر علم میں اسلامی افکار کے تئیں اس کی شکل وشمائل کے حسن وجمال کے انکشاف کے بعد نجف اشرف اور اس کے عظیم علمی مقام ومنزلت کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس پر استدلال پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی چونکہ اس مقدس شہر میں علمی اہتمام نے اپنے سفر

کا آغاز حضرت علی - کے انوار کی تابشوں سے کیا جن کے جسم اطہر کی خوشبو سے نجف اشرف کی خاک معطر ہوئی، چنانچہ یہ مبارک آغاز ہی اس کے مجد وعظمت کے مستقبل کا اعلان اور اس کی بلندی شان وعلومرتبت کا حسین عنوان قرار پاتا ہے۔

جہاں نجف اشرف کی عظمت کا راز حضرت امیرالمومنین - کی مقدس آرامگاہ ہونے کے لحاظ سے عیاں ہے وہیں اس کی شہرت یافتہ تاریخ کی منزلت بھی وہاں کے جامعۂ علمی کے طرز عمل پر نظر کرنے کے دوران واضح ہوجاتی ہے کہ اس علمی جامعہ کومعرض وجود میں لانے اور اسے ترقی کی منزلوں تک پہنچانے میں کن کن افراد نے حصہ لیا اور وہاں سے کیسے کیسے صالح، لائق، برگزیدۂ روزگار اور زمانے کی عجیب وغریب ہستیاں، رجال علم ودانش نکلے اور وہاں کی علمی تحقیقات نیز اسلامی شریعت کے علوم اور عربی زبان کے آداب سے متعلق اسلامی دائرۃ المعارف کا معیار کیا تھا، کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔

ان باتوں پر نظر کرنے سے اس عظیم شرف ومنزلت کی حقیقت کے اظہار کی خوبصورت تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے اور جب ہم شہر نجف کی موجودہ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے یہ شہر ایسا باشرف ہے جس کا عظیم مقام عالم تشیع کی ''مرجعیت اور دینی زعامت'' کا مرکز ہونے میں نمایاں ہے کیونکہ ''دینی مرجعیت'' نے وہاں کے سخت وناگوار حالات کے باوجود اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی اور ہر عہد وعصر میں **''مکتب اجتہاد ومرجعیت''** نے زمانے والوں کے سامنے علم وعمل کے تازہ ثمرات پیش کئے ہیں، جو اس بات کی کھلی دلیل ہے

کہ مرجعیت کی اصالت وحقانیت، علمی وجود کے مستحکم واستوار ہونے اور جن برحق اصولوں کی خاطر اہل بیت عصمت وطہارتؑ نے قربانی دی ہے ان کے تئیں وہ آج بھی وفادار ہے۔

شہر نجف اور اس کی اہمیت سے متعلق جو چیزیں ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں اس پر دلیل لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ وہ باتیں ہیں جنہیں سب جانتے ہیں، لہٰذا اب ہم آپ کی خدمت میں آیۃ ا...سید محمد سعید الحکیم مدظلہ کے والد محترم کی زندگی پر قدرے روشنی ڈالتے ہیں اس کے بعد خود موصوف کے حالات زندگی کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔

پہلی فصل

موصوف کے والد اور آپ کی زندگی کے بعض اہم گوشے

موصوف کے والد محترم کا ایک مختصر تعارف

آپ کے والد ماجد حضرت آیۃ اللہ سید محمد علی بن سید احمد الحکیم ۱۳۲۹ھ میں متولد ہوئے، آپ ، عالم جلیل، مجتہد، درس خارج فقہ واصول کے استاد، نجف اشرف میں امام جماعت، بے حد متواضع، با مروت وشرافت، صاحب ایثار وفداکار ، جفا کش، لوگوں کے تمام طبقات میں مورد وثوق واعتماد، صالح، متقی، پرہیزگار، بلند صفات واعلی اخلاق میں مشہور نیز اپنی زندگی میں ہر طرح کے تصنع، تکلف، ریا کاری اور ہر قسم کی چاپلوسی سے پاک ومنزہ تھے۔

موصوف نے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم قدس سرہ، حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا سید حسن بجنوردی قدس سرہ اور آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ عبد الحسین حلی قدس سرہ سے علم حاصل کیا، آیۃ اللہ العظمیٰ محقق شیخ محمد حسین اصفہانی کے درس خارج اصول فقہ میں شرکت کی۔

آپ نے **''حوزہ علمیہ نجف''** کو بہت سے علماء وافاضل عطا کئے جنھوں نے آپ

کے دروس اور علمی صلاحیتوں سے تعلیم وتربیت حاصل کی آپ علمی تربیت کے ساتھ ساتھ ایمانی واخلاقی تربیت کے سلسلہ میں بڑا اہتمام برتتے تھے۔

حوادث وواقعات، تغیرات وتبدیلیوں اور اجتماعی حالات کے تئیں دقتِ نظر اور سنجیدہ فکر سے کام لینا، اہل بیت اطہار- کی راہ وروش اور نہج وثقافت کو استحکام بخشنے میں اس درجہ اہتمام برتنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

آپ مرحوم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم قدس سرہ کی مرجعیت کے اہم رکن تھے، مرحوم آقای حکیم نے ۱۳۸۵ھ میں آپ کو جناب شیخ محمد رشتی قدس سرہ کے ہمراہ اپنا نمائندہ بنا کر ہندوستان کی دو جماعتوں کے بیچ جاری نزاع کو حل وفصل کرنے کی غرض سے روانہ کیا، آپ کو علم ہیئت، ہندسہ اور حساب وریاضیات میں مہارت تامہ حاصل تھی نیز علمائے نجف کے حلقوں میں اچھی خاصی شہرت رکھتے تھے۔

چنانچہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم قدس سرہ نے جدید علم حساب کے قواعد کے مطابق تقسیم میراث کے موضوع پر کتاب تحریر کرنے کی ذمہ داری آپ کو سونپی اور آپ نے حضرت علی - کے حرم میں نہایت دقت کے ساتھ سمت قبلہ کو معین فرمایا۔

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد علی الحکیم کی اولاد

۱۔ سید محمد سعید

۲۔ سید محمد تقی

۳۔ سید عبدالرزاق

۴۔ شہید جناب سید محمد حسن

۵۔ سید محمد صالح

آیۃ اللہ سید محمد علی الحکیم کی تالیفات

۱۔ بحثِ قبلہ۔

۲۔ اسلامی درہم و دینار کی بحث ۔

۳۔ جدید علم حساب کے مطابق تقسیم میراث۔

۴۔ بحث وقت زوال۔

۵۔ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد حسین اصفہانی کے درس خارج اصول کی تقریرات۔

۶۔ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم کے درس خارج فقہ کی تقریرات۔

۷۔ کفایۃ الاصول پر حاشیہ۔

۸۔ فرائد الاصول (رسائل) پر حاشیہ

آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم کی زندگی کے بعض اہم گوشے

آپ کا اسم گرامی

سید محمد سعید بن سید محمد علی بن سید احمد بن سید محسن بن سید احمد بن سید محمود ابن سید ابراہیم [طیب] بن امیر سید علی حکیم بن سید مراد طباطبائی۔

شجرۂ نسب

آپ کا شجرۂ نسب؛ ابراہیم طباطبا (۱) بن اسماعیل (۲) دیباج بن ابراہیم الغمر (۳)

---

(۱) ''ابراہیم طباطبا'' کی طرف طباطبائی سادات منسوب ہیں، آپ وہی ہیں جنھوں نے ''حسین بن علی'' کے ساتھ بمقام فخ خروج کیا تھا۔

(۲) اسماعیل دیباج بن ابراہیم غمر کو منصور عباسی خلیفہ نے بعض دیگر حسنی سادات کے ساتھ عراق کے شہر ہاشمیہ میں جو شہر حلہ کے قریب ہے قید خانہ میں ڈال دیا تھا اور وہیں پر ۱۴۵ھ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی، ابوالفرج اصفہانی نے عبداللہ بن موسیٰ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے

بن حسن مثنیٰ (۱) بن امام حسن بن علی بن ابیطالب ؑ پر منتہی ہوتا ہے۔

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم طباطبائی دام ظلہ العالی؛ سید الطائفہ، مرجع الشیعہ سید محسن الحکیم اعلی اللہ مقامہ کے بڑے نواسے ہیں اور خود سید محسن الحکیم اعلی اللہ

گزشتہ صفحہ کا بقیہ: عبدالرحمٰن بن ابی المولیٰ سے (جو اولاد حسن بن حسن کے ہمراہ قید خانہ میں تھے) پوچھا؟ قید خانہ کی سختیوں پر ان حضرات کے صبر کا کیا عالم تھا؟ تو انھوں نے کہا کہ یہ حضرات بہت صابر تھے اور ان میں ایک شخص بالکل سونے جیسا تھا کہ جس قدر اسے آگ میں رکھا جائے اس کی اصلیت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ شخص اسماعیل ابن ابراہیم تھے کہ ان پر جتنی سختی بڑھی ان کا صبر بھی اتنا ہی پائیدار ہوتا چلا گیا۔

(۳) ابراہیم غمر کو بھی منصور عباسی خلیفہ نے حسنی سادات کی ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر کے عراق کے شہر ہاشمیہ کی جانب روانہ کر دیا جو حلہ کے قریب واقع ہے چنانچہ آپ ۱۴۵ھ کو راستے ہی میں شہید کر دیئے گئے اور نجف اشرف کی سمت کوفہ کے قریب ایک مقام پر دفن کر دئے گئے۔ آپ کی قبر آج بھی مشہور و معروف ہے، ابوالفرج اصفہانی نے یحیی ابن حسن کے بقول نقل کیا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہ تھے۔

(۱) جناب حسن مثنیٰ اپنے چچا حضرت امام حسین - کے ساتھ واقعہ کربلا میں موجود تھے آپ ان ہاشمی افراد میں سے تھے جنھوں نے جناب علی اکبر - کی شہادت کے بعد لشکر ابن سعد پر حملہ کیا پھر شدید طور پر زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے یہاں تک کہ بعد میں جب لوگوں کی آپ تک رسائی ہوئی تو آپ میں رمق حیات باقی تھی چنانچہ آپ زندہ رہے اور آپ کو طولانی عمر نصیب ہوئی، آپ بافضل وجلالت، صاحب ریاست، متقی و پرہیزگار تھے اور اموال صدقات امیر المومنین - کے متولّی و ذمہ دار بھی رہے۔

مقامہ آپ کے والد ماجد کے ماموں ہیں۔

موصوف نے ۱۸/ذی القعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۴ء کو شہر نجف کی مقدس سرزمین پر آنکھ کھولی، بچپنے ہی سے والد ماجد دام ظلہ کی بے انتہا توجہات وعنایت کا مرکز رہے چونکہ انہیں اپنے اس فرزند اکبر کی ذات میں شروع ہی سے تحصیل علم وکمال کی استعداد ولیاقت اور علمی مباحث میں دقت نظر و عمیق نگاہ کے جو ہر نظر آرہے تھے، لہٰذا مرحوم نے موصوف کو اس وقت علم دین سے آراستہ ہونے کی تلقین کی جب کہ آپ ابھی اپنی عمر کی پہلی دہائی سے بھی نہیں گزرے تھے۔

پھر انھوں نے آپ کی ذات میں اخلاق پسندیدہ اور صفات جمیلہ کا ایسا باغ لگایا جس کی سرسبزو شادابی کے اوپر آپ کی سیرت استوار و نمودار ہوئی کیونکہ آپ کے پہلے مربی بلند صفات واعلی اخلاق کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عالم جلیل القدر فقہ واجتہاد میں ید طولیٰ رکھنے والے، نہایت شریف، متواضع، بامروت اور صاحب ایثار، متقی، پرہیز گار اور مخلص پروردگار تھے اور یہی صفات واخلاق آپ کے اس ہونہار فرزند کو میراث میں نصیب ہوئے، چنانچہ آپ اپنے والد محترم کی خاص عنایتوں کے زیر سایہ پروان چڑھے ان ہی نے بنفس نفیس آپ کو علوم واحکام شریعت کے مقدماتی مراحل کی تدریس کی، جب کہ اس دوران وہ سطوح عالیہ کی تدریس میں مشغول تھے، پھر آپ نے والد علام کے ذریعہ اکثر سطوح عالیہ کے دروس کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

یہ آپ کے استاد، مربی اور باپ ہی کی روحانی تاثیر تھی کہ موصوف کو علم ودانش

سے بے پناہ شوق اور حکمت و معرفت کی جانب حسن توجہ حاصل رہی۔

بالخصوص یہ کہ آپ کی یہ شاگردی علمی زندگی کے ابتدائی مراحل سے ہی ایسے ماحول میں رہی جس کا درسی مباحث سے گہرا ربط تھا، یعنی بزم علم وحکمت کا احاطہ تھا، علمی مذاکرات، فقہ واصول کے معارف، علوم قرآن، حدیث شریف، سوانح، سیرت، علم رجال اور ہدف مند اسلامی ادب وغیرہ جیسے ابواب میں مباحثات کے لئے مسلسل محفلیں سجی رہتی تھیں۔

اس کے علاوہ اخیار وصالحین کی مصاحبت کے فیض سے حاضرین بزم کے نفوس کو جو روحانی عطا حاصل ہوتی، بلند معانی ومفاہیم کو جو تجسم ملتا اور ایمان، ورع، تقویٰ، زہد وصبر وغیرہ جیسے فضائل وخصائل کی پائیدار بنیادوں پر نفس کی جو تہذیب وتربیت ہوتی نیز خیر وخوبی، فضل وشرف اور حسن سلوک کے جو عملی دروس وہاں سے ملتے وہ اپنی جگہ پر قابل توجہ ہیں۔

جوانی کے مراحل میں موصوف کو جو نمایاں امتیاز حاصل رہا وہ ان قدآور علمی شخصیتوں کے فیض صحبت سے بہرہ مند ہوتے رہنا ہے جن کے ساتھ آپ کے والد علام کی نشست و برخواست رہا کرتی تھی، یہی حضرات جو آپ کے استاد اور روحانی باپ تھے منجملہ ان شخصیتوں کے:

- حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ حسین حلی (قدس اللہ نفسہ الزکیہ)۔(۱)

---

(۱) جناب شیخ حسین حلی (متولد ۱۳۰۹ھ متوفی ۱۳۹۴ھ) فقیہ، فاضل، مجتہد، خبیر، استاد فقہ

◉ متقی و پرہیز گار آپ کے ماموں حضرت آیۃ اللہ سید یوسف طباطبائی الحکیم قدس سرہ۔(۱)

◉ حضرت آیۃ اللہ الحجۃ محمد طاہر شیخ راضی قدس سرہ۔(۲)

گزشتہ صفحہ کا بقیہ: :واصول، مرحوم نائینی طاب ثراہ کے یہاں سے فارغ التحصیل ومہارت کے مالک، صاحب دقت نظر، تحقیق تجربہ، نیک نفسی، عفاف وپاکدامنی، کرامت نفس اور حسن خلق میں معروف ومشہور تھے آپ کے ہاتھوں متعدد علماء وافاضل فارغ التحصیل ہوئے، آپ کی نشست ایک متحرک مدرسہ تھی، ہمیشہ علمی مذاکروں میں مشغول رہتے تھے۔

آپ نے درج ذیل کتابیں تالیف کی ہیں:

۱۔ **اخذ الاجرۃ علی الواجب** (واجب کام کے اوپر اجرت لینا)

۲۔ **معاملۃ الدینا ربازیدمنہ** (دینار کا معاملہ اس سے زیادہ کے اوپر)

اس کے علاوہ آپ کے فقہ واصول کے درس خارج کی تقریرات کو آپ کے بعض شاگردوں نے جمع کیا ہے جن میں سے کتاب "**دلیل العروۃ الوثقی**" اور کتاب "**بحوث فقھیہ**" چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

(۱)۔سید یوسف طباطبائی الحکیم متولد ۱۳۲۷ھ، متوفی ۱۴۱۱ھ عالم، فقیہ، مقدس اور مرحوم حضرت سید محسن الحکیم طاب ثراہ کے بڑے فرزند، جن کا باپ کی مرجعیت میں بہت بڑا کردار تھا آپ نجف اشرف میں درس خارج کے استاد اور زہد وتقوی میں مشہور تھے، آپ کے سامنے "مرجعیت" قبول کرنے کا مسئلہ رکھا گیا تو آپ نے سختی سے انکار کر دیا۔

(۲) جناب شیخ محمد طاہر شیخ راضی متولد ۱۳۲۲ھ، متوفی ۱۴۰۰ھ حوزہ علمیہ نجف اشرف کے مجتہدین میں ایک اونچے پایہ کے مجتہد، علم کلام میں ماہر اور ادیب وشاعر تھے۔

نیز ان کی مانند دیگر بزرگ علماء جن کے گھر علمی مرکز تھے اور ہر ایک کے گھر میں برابر علمی نشست منعقد ہوتی تھی اُن جملہ نشستوں میں سے کہ جن میں آپ شریک ہوتے تھے درج ذیل علماء حضرات کی علمی نشستیں قابل ذکر ہیں:

- حضرت آیۃ اللہ مرحوم سید سعید ابن حسین الحکیم قدس سرہ۔(۱)
- حضرت الحجۃ المجاہد جناب سید علی بحر العلوم قدس سرہ۔(۲)

---

(۱) جناب سید سعید ابن سید حسین الحکیم (متولد ۱۳۰۲ھ، متوفی ۱۳۹۵ھ) فقیہ، اصولی، مجتہد، عالم، فاضل، صالح اور متقی پرہیزگار تھے آپ کے دولت کدہ پر منعقد علمی بزمیں پورے سال روزانہ، علماء وفضلاء سے معمور رہا کرتی تھیں۔

آپ کی اولاد:

۱۔ جناب سید محمد حسین۔ ۲۔ جناب سید محمد تقی صاحب کتاب ''الاصول العامۃ للفقہ المقارن''۔ ۳۔ جناب سید علی۔

آپ نے ''کتابات فی الفقہ والاصول'' تالیف کی۔

(۲) جناب سید علی بن سید ہادی بحر العلوم (متولد ۱۳۱۴ھ، متوفی ۱۳۸۰ھ) عالم جلیل، فاضل متواضع، علمائے نجف کے درمیان نمایاں عالم، محترم اور جملہ طبقات کے نزدیک وسیع شہرت وبلند منزلت کے مالک تھے، آپ کی علمی بزم، علماء افاضل اور ادباء کا محل اجتماع ہوا کرتی تھی آپ نے ماہ محرم ۱۳۸۰ھ میں وفات پائی۔

آپ کی اولاد:

۱۔ڈاکٹر جناب سید محمد. ۲۔ جناب سید علاء الدین. ۳۔جناب سید عزیز الدین
۴۔جناب سید مہدی. آپ نے ''اللؤلؤ المنظوم فی احوال السید بحر العلوم'' تالیف کی.

- حضرت آیۃ اللہ شیخ صادق قاموسی رحمۃ اللہ۔(۱)
- حضرت سید محمد صادق الحکیم رحمۃ اللہ۔
- حضرت شیخ ہادی القرشی رحمۃ اللہ۔(۲)
- حضرت حجۃ الشیخ عبدالہادی حموزی۔(۳)

اور دیگر علمائے نجف کی علمی بزمیں کہ جن میں صرف ملاقات اور معمولی گفتار کا عنوان نہیں ہوتا بلکہ یہ بزمیں تربیتی دروس اور علم وعمل کے فیض سے چھلکتی رہتی تھیں۔

---

(۱) جناب شیخ صادق قاموسی، عالم، فاضل، صاحب ورع وتقوی اور حسن خلق میں معروف اور نمایاں شاعر اور صاحب دیوان تھے فقہی واصولی کتابوں پر تعلیقات وحواشی لکھے، ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ میں ایران کے شہر "قم المقدسہ" میں وفات پائی۔

(۲)۔ جناب شیخ ہادی، ۱۳۴۳ھ میں پیدا ہوئے، عالم جلیل، فاضل نبیل، صاحب ورع وتقوی وصلاح اور مالک استقامت وحسن اخلاق کے حامل تھے مرحوم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ خوئی، حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرحوم سید محسن الحکیم طاب ثراہ، حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرحوم سید عبدالکریم علی خان طاب ثراہ اور حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرحوم سید محمد تقی بحر العلوم طاب ثراہ) وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

آپ کی تالیفات:

علم فقہ واصول میں تقریرات، تعلیقات اور کتابیں موجود ہیں۔

(۳) جناب شیخ عبدالہادی حموزی، عالم، فاضل، کلیۃ الفقہ کے استاد اور فضل وادب میں معروف تھے آپ کا مکان، علماء وادباء کے اجتماع کا مرکز اور نجف اشرف کی نمایاں علمی بزموں میں شمار ہوتا تھا۔

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ العالی کے متعین مسائل اور بیان شدہ افکار ونظریات میں نمایاں علمائے اعلام کے ساتھ مشارکت بڑی شہرت کی حامل ہے چنانچہ آپ کی منفرد استعداد نے آپ کو عمیق اور گوناگوں مباحث میں شرکت کا اہل بنایا۔

آپ کے کمال اور فطری استعداد کے آثار ان علمائے اعلام کے نفوس کے اندر آپ کے مقام ومنزلت کے احترام حاصل ہونے کے نتیجے میں نمایاں طور پر ظاہر ہونا شروع ہوئے جو آپ کی شخصیت کے اندر روشن علمی مستقبل کا مشاہدہ کررہے تھے اور ان میں سے بعض نے آپ کے علوشان اور علمی منزلت کے متعلق تعریف وتوصیف اور مدح وتحسین کے کلمات بھی صادر کیئے۔

حضرت آیۃ اللہ سید محمد علی الحکیم اکثر وبیشتر ان شدائد اور بے پناہ مشکلوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے جن سے حوزہ علمیہ نجف اشرف کے طلاب واساتذہ (جن میں سادات آل حکیم بھی شامل ہیں) دوچار تھے۔

موصوف نے ان نہایت سخط سماجی واجتماعی حالات وشرائط جیسے فقروغربت کو جن سے شہر نجف اشرف اور وہاں کا حوزہ علمیہ دوچار تھا، (۱) ان سے فوراً درک کرلیا

---

(۱) یہی سخت حالات باعث بنے کہ بہت سے طلباء نے ''حوزہ علمیہ'' کو ترک کر کے سرکاری مراکز سے وابستہ ہوجانے کا رخ کیا خاص کر تعلیم کے میدان میں بعض نے تو بڑے بڑے منصب حاصل کرلئے جن میں چند ایک حضرت آیۃ اللہ سید محمد علی حکیم کے تلامذہ اور کچھ جناب سید محمد سعید

کہ ان سخت حالات سے نبٹنے کے لئے ایک ذمہ داری ادا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے علاوہ دوسری جانب نئے سامراج نے دین پر مستقل حملے کئے ہوئے تھے، جن میں سرفہرست برطانیہ اوراس کی ماتحت حکومتیں تھیں جو عراق میں اس وقت برسراقتدار تھیں نیزان کے وہ پٹھو اور دم چھلے جو درآمد کردہ افکار ومفاہیم کے حامل تھے اور جن کا مقصد دین کو مٹانا اور دینی مقدسات وانسانی بلند اقدار کو نابود کرنا تھا۔

جہاں نجف اشرف کا ''**حوزہ علمیہ**'' حالات ومشکلات سے گزر رہا تھا وہیں مرجع عالیقدر جناب سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ دشوار گزرگاہ پر گامزن رہنے کے لئے کمر بستہ اور مذہب اہل بیت - کی خدمت کی خاطر ہر مشکل کو آسان بنانے کے واسطے ہمہ تن آمادہ تھے۔

آپ کا دور حیات، ایمان کے تحفظ، شدائد کے تحمل، اہل بیتؑ کے نہج وروش پر ثابت قدم قناعت، ان کے علوم ومعارف سے بہرہ مند ہونے، ان کی گہرائی میں اترنے اور انھیں نشر واشاعت کرنے کے شوق جیسے امور سے مملو ومعمور تھا، آپ صرف علمی معلومات جمع کرنے اور احاطہ علمی حاصل کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ نقد وتبصرہ

گزشتہ صفحہ کا بقیہ: الحکیم دام ظلہ کے معاصرین میں تھے.

حوزہ علمیہ میں معدودے چند افراد ہی رہ گئے جنہوں نے عزم بالجزم کر رکھا تھا کہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کا سلسلہ جاری رکھیں گے چونکہ ان کا ایمان وعقیدہ تھا کہ وہ ہدف، نہایت مقدس اور اہم ہے جس کی خاطر وہ اس عظیم علمی مرکز (حوزہ علمیہ نجف) سے وابستہ ہیں۔

اور مستقل افکار ونظریات پیش کرنے میں شہرت رکھتے تھے جن میں آپ کے اساتذہ کے افکار ونظریات کا عکس اور پرتو بھی نہیں ہوا کرتا تھا اور یہی وہ بات تھی کہ جس نے آپ کو معاصرین کے درمیان فائق وممتاز بنایا اور پھر یہ سب کچھ نتیجہ تھا آپ کی علمی بنیادوں کی پختگی اور استحکام کا جس سے آپ کے واسطے وہ بلند مقام فراہم ہوا جسے آپ نے اپنی ذاتی لیاقت واہلیت کے باعث حاصل کیا۔

آپ کی علمی زندگی

اب جب کہ ہم موصوف کی بہترین نشو ونما اور والد محترم کی جانب سے موصوف پر علمی، دینی اور اخلاقی تربیت کے بارے میں نہایت نظر کرم کرنے جیسی معلومات سے واقف ہو چکے تو یاد رکھئے کہ یہی چیزیں سبب قرار پائیں کہ آپ کی نسبت حضرت آیۃ ا...العظمیٰ سید محسن الحکیم طاب ثراہ نے بھی خاص طور پر توجہ مبذول فرمائی (کیونکہ انہوں نے آپ کی ذات میں موجود فکری لیاقت اور ذہنی استعداد کے آثار کو محسوس کرلیا تھا) نیز آپ کی شان میں ان کے جو ستائشی کلمات صادر ہوئے جن سے آپ کی ذات سے وابستہ ان کی آرزوؤں کا اظہار ہوتا ہے اور جو آپ کی علمی شخصیت میں رفعت، نتیجہ خیز اور مدارج کمال پر فائز ہونے کی خبر دیتے ہیں وہ مخفی وپوشیدہ نہیں، چنانچہ جناب محسن الحکیم طاب ثراہ نے آمادۂ طباعت کرنے کی غرض سے اپنے فقہی دائرۃ المعارف **"مستمسک العروۃ الوثقیٰ"** کے بعض مسودوں پر نظر ثانی کرنے کی ذمہ داری آپ کو سونپی جسے آپ نے بخیر وخوبی انجام دیا اور بعض مطالب کتاب کے

متعلق مرحوم حکیم طاب ثراہ کی طرف مراجعہ کرتے تو دونوں حضرات کے مابین بحث ومباحثہ ہوتا جس سے حکیم طاب ثراہ پر عیاں ہو گیا کہ میرا یہ نواسہ کس درجہ علمی تفوق وصلاحیت کا مالک ہے، چنانچہ مرحوم نے مذکورہ دائرۃ المعارف کے بعض مطبوعہ اجزاء پر نظر ثانی کرنے کا بھی آپ کو حکم دیا۔

مرحوم جناب **محسن الحکیم** طاب ثراہ اور استاد جلیل القدر آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ **حسین حلی** قدس سرہ کی شاگردی نے سیدنا المعظم کی تربیت اور سیر وسلوک کی راہ میں بہت گہرا اثر چھوڑا کیونکہ آپ علمی دروس حاصل کرنے کے ساتھ سیر وسلوک ،تقوی ،ورع ، زہد اور صلاح کے علمی سبق بھی حاصل کرتے تھے جو فی الواقع اعلی صفات اور بلند انسانی اقدار ہیں اور جن سے فقہائے دین وعلمائے امت کو آراستہ ہونا چاہئیے ۔

اس کے علاوہ آپ کے مذکورہ دور کی علمی زندگی میں جو چیز نمایاں تھی وہ یہ کہ آپ اپنے استاد شیخ حلی قدس سرہ کے ان عمومی علمی جلسات میں مستقل مزاجی کے ساتھ شرکت کرتے جن سے نجف اشرف اس وقت چھلکتا تھا۔

اسی طرح استاد موصوف کے ان خصوصی جلسات میں بھی حاضر ہوتے جنہیں استاد نے اپنے پابند، مستقل مزاج اور جفاکش شاگردوں کے لئے مخصوص کر رکھا تھا اور سیدنا المعظم دام ظلہ بھی ان علمی جلسات کو بہت سراہتے اور فرمایا کرتے''

''میں نے استاد شیخ حلی طاب ثراہ کے دروس سے زیادہ ان کے علمی جلسات سے استفادہ کیا۔''

اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ استاد مرحوم کے دروس کو کم اہمیت قرار دیتے تھے بلکہ مقصد یہ

ہے کہ ان علمی جلسات و مذاکرات سے فائدہ زیادہ حاصل ہوا جوان کے یہاں مستقل طور سے جاری رہا کرتے تھے، آپ کے استاد شیخ حلی طاب ثراہ سیدنا المعظم دام ظلہ کے عمق اور باامتیاز علمی سطح کی بڑی تعریف کرتے اور صراحت کے ساتھ کہتے کہ تمہاری ذات سے ہمیں بڑی امیدیں ہیں نیز اپنے جلسہ درس میں جو علماء وافاضل سے معمور ہوا کرتا تھا آپ کو اشکال کرنے کا وافر موقع عطا فرماتے ،مرحوم شیخ طاب ثراہ کے شاگرد آیت اللہ جناب مفتی الشیعہ فرماتے ہیں:

''آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ العالی عالیجناب شیخ حلی مرحوم کے درس میں ہم سب سے کمسن ہونے کے باوجود سب پر سبقت لیجاتے اور کثرت سے اشکال کرتے جس سے ہمیں تعجب اس بات پر ہوتا کہ یہ کتنی جلدی استاد کے مطالب کو کامل طور پر سمجھ لیتے ہیں اور فوراً اشکال کر دیتے ہیں''!!

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ کے اساتذہ

ذیل میں ہم آپ کے اہم اساتذہ کے اسمائے گرامی بالترتیب پیش کرتے ہیں:

ا۔ آپ کے والد علام حضرت آیت اللہ سید محمد علی طباطبائی الحکیم دامت برکاتہ ،جنہوں نے بنفس نفیس آپ کو لغت ،نحو ،منطق ،بلاغت اور اصول وفقہ کی تعلیم دی یہاں تک کہ سطح عالی تک کے اکثر دروس کو خود اپنے یہاں تمام کرایا۔

۲۔آپ کے نانا مرجع الشیعہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم قدس سرہ ،جن

کے یہاں فقہ کے درس خارج میں آپ نے بہت سے ابواب فقہ میں مدتوں شرکت کی اوران کی تقریرات بھی لکھیں جن کا تذکرہ آپ کی تالیفات کے ذکر کے ذیل میں آئے گا۔

۳۔ استاذ الفقہاء والمجتہدین آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ حسین الحلی قدس سرہ، جن کے فقہ واصول کے درس خارج میں آپ نے شرکت کی اور تقریرات درس بھی تحریر فرمائی۔

۴۔ مرجع تشیع مرحوم آیۃ اللہ العظمیٰ محقق سید خوئی قدس سرہ، جن کے علم اصول کے درس خارج میں آپ نے دو سال شرکت کی اور درس کی تقریرات بھی لکھی، جس کا تذکرہ آپ کی تالیفات کے تذکرہ کے ضمن میں آئے گا۔

تدریس اور آپ کے شاگرد

آپ نے عالی سطح تک کے حوزوی دروس کی تدریس کے کئی دورے تمام کرنے کے بعد ۱۳۸۸ھ میں کتاب **"کفایہ الاصول"** سے علم اصول کا درس خارج دینا شروع کیا اور ۱۳۹۲ھ میں اس کے پہلے جزء کا درس خارج تمام کیا، پھر اسی سال "کفایہ الاصول" سے علیحدہ روش پر بحث قطع کا درس خارج شروع کیا اور علم اصول کا اپنا پہلا دورہ درس خارج ۱۳۹۹ھ میں پورا کیا، پھر اس کے بعد اصول کا دوسرا دورہ شروع کیا اور تدریس کے ساتھ تالیف وتصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا اس کے باوجود کہ حالات نہایت سخت اور دشوار اور برابر قید وبند کا سلسلہ پیش آتا رہا کہ جس کا دور

۱۴۰۳ھ سے لے کر ۱۴۱۱ھ تک رہا، مگر آپ اس دوران بھی علم اصول کا ایک مختصر دورہ برگزار کرنے سے باز نہ آئے، رہا علم فقہ تو آپ نے شیخ اعظم انصاری قدس سرہ کی کتاب ''مکاسب'' سے ۱۳۹۰ھ میں فقہ کا درس خارج شروع کیا پھر ۱۳۹۲ھ میں سید محسن الحکیم طاب ثراہ کی کتاب منہاج الصالحین سے استدلالی فقہ کی تدریس کا آغاز کیا جس کا سلسلہ برسوں سے جاری و ساری ہے اور تلخ و ناگوار حالات کے باوجود آج تک برقرار ہے، آپ کے ہاتھوں ''حوزہ علمیہ نجف'' سے بہت سے برگزیدہ علماء فارغ التحصیل ہو کر نکلے جو آج نجف اشرف اور قم وغیرہ کے حوزات علمیہ میں بزرگ اساتذہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپ کی تالیفات

سطوح عالیہ کے درس و بحث کے دوران ہی تحقیقات و علمی نکات سے متعلق خاص امتیاز کی حامل آپ کی بعض تحریرات و نگارشات کے علاوہ آپ کی بعض تالیفات بھی منظر عام پر آ چکی ہیں جن کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے:

۱۔''المحکم فی اصول الفقة''

یہ چھ جلدوں پر مشتمل علم اصول کا ایک مفصل اور کامل دورہ ہے اس کی دو جلدیں مباحث الفاظ و ملازمات عقلیہ، دو جلدیں مباحث قطع و امارات و برائت و احتیاط اور آخر کی دو جلدیں استصحاب، تعارض اور اجتہاد و تقلید کی بحثوں سے متعلق ہیں۔

۲۔''مصباح المنہاج''

یہ مفصل استدلالی فقہ ہے جو کتاب منہاج الصالحین کے اوپر لکھی گئی ہے، اب تک اس کی ۱۵/جلدیں مکمل ہو چکی ہیں جو کتاب مکاسب محرمہ کی بحثوں سے متعلق، اجتہاد وتقلید، کتاب الطہارۃ، الصوم، الخمس ہیں جن کو آپ نے بڑے نازک حالات میں لکھا ہے۔

۳۔ "الکافی فی اصول الفقہ"

یہ کتاب، علم اصول کا ایک مختصر دورہ ہے جسے آپ نے خاص حالات میں لکھا ہے۔

اس میں آپ نے علم اصول کی اہم بحثوں پر ہی اکتفاء کی ہے دو جلدوں میں زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔

٤۔ "کتاب فی الاصول العملیۃ"

آپ نے اس کتاب کو اپنے ذہن وحافظہ پر اعتماد کرتے ہوئے ایسے حالات میں لکھا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دوسری کتاب موجود نہ تھی اور پھر اس کتاب کی آپ نے اس وقت خود تدریس بھی کی، لیکن افسوس کہ یہ کتاب بعض اسباب کے تحت تلف اور ضائع ہو گئی۔

۵۔ "رسائل شیخ انصاری کے اوپر مفصل حاشیہ"

یہ چھ جلدوں میں آمادہ طباعت ہے۔

٦۔ "کفایۃ الاصول آخوند کے اوپر مفصل حاشیہ"

یہ پانچ اجزاء پر مشتمل ہے اسے آپ نے "کفایۃ الاصول" سے درس خارج دیتے وقت تحریر کیا ہے۔

۷۔ "مکاسب شیخ انصاری پر مفصل حاشیہ"

اسے آپ نے مکاسب کا درس خارج دینے کے دوران تحریر کیا ہے، دو جلدوں پر مشتمل ہے اس کی انتہا عقد فضولی کی بحث پر ہوتی ہے۔

۸۔"تقریرات درس سید محسن الحکیم قدس سرہ "

یہ کتاب نکاح، مزارعہ، وصیت، ضمان، مضاربہ وشرکت سے متعلق ہے۔

۹۔"تقریرات درس استاد جلیل شیخ حلی قدس سرہ"(اصول)

۱۰۔تقریرات درس استاد شیخ حلی قدس سرہ (فقہ)

۱۱۔"تقریرات درس آیت اللہ العظمیٰ خوئی قدس سرہ "

(جس حد تک آپ نے مرحوم کے درس میں شرکت فرمائی)

۱۲۔خارج معاملات سے متعلق ایک مستقل تحریر

اسے موقع فراہم ہونے کی صورت میں آپ مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔)

۱۳۔ "رسالہ علمیہ"

یہ آپ کے فتووں سے متعلق ہے، جسے آپ نے مؤمنین کے بیحد اصرار پر لکھا، عبادات ومعاملات سے مربوط منہاج الصالحین کے نہج پر تین اجزاء پر مشتمل ہے۔

۱۴۔ "مناسک حج وعمرہ"

۱۵۔ "رسالہ"

(پردیس میں رہنے والے عراقیوں کے نام)

۱۶۔"رسالہ"

مبلغین وطلاب حوزہ علمیہ کے نام، جس کا فارسی اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۱۷۔"الحوار" (گفتگو)

یہ دو جزء میں ہے جو دینی مرجعیت سے متعلق آپ کے ساتھ انجام شدہ گفتگو پر مشتمل ہے۔

۱۸۔"مرشد المغترب "

یہ وطن سے دور رہنے والے افراد کے لئے آپ کے ہدایات وفتاوے پر مشتمل ہے۔

۱۹۔فقہ القضاء

جس میں قضاوت سے متعلق جدید مسائل کے بارے میں استدلالی بحثیں ہیں۔

۲۰۔"فی رحاب العقیدہ"

یہ بہت سے اعتقادی مسائل کے بارے میں ان کی ایک علمی شخصیت کے ساتھ انجام شدہ مفصل گفتگو پر مشتمل تین اجزاء میں واقع ہے۔

۲۱۔ "فقہ الکمپیوتر والانترنیت"

یہ کمپیوٹر انٹرنیٹ سے متعلق احکام پر مشتمل ہے۔

۲۲۔ "فقہ الاستنساخ البشری"

انسان کی شبیہ سازی (کلوننگ) کے احکام

۲۳۔"الاحکام الفقھیہ"

یہ آپ کا رسالہ عملیہ ہے اس کا فارسی اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۲٤۔"الفتاوی "

مختلف موضوعات پر آپ سے کئے گئے استفتائات کے جوابات پر مشتمل ہے اس کے ایک حصہ کا فارسی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

۲۵۔"رسالہ "

جمہوریہ آذربائیجان وقفقاز کے مؤمنین کے نام ہدایات پر مشتمل جس کا آذری زبان

میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

۳۶۔" رسالہ"

ہدایات پر مشتمل حجاج بیت اللہ الحرام کے نام۔

۳۷۔رسالہ فی الاصولیۃ والاخباریۃ۔

۳۸۔"رسالہ "

یہ گلگت اور شری نگر میں رہنے والے مؤمنین کیلئے ہدایات پر مشتمل ہے۔

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ کی مرجعیت

آپ نوجوانی سے ہی تدریس وتالیف میں شہرت یافتہ تھے آپ نے اپنا سارا وقت حوزہ علمیہ نجف کے جوان طلاب کے علمی معیار کو بلند کرنے کی راہ میں صرف کردیا چنانچہ آپ انھیں بنفس نفیس درس دیتے اور ان کی علمی سرگرمیوں کی سلسلہ جنبانی کرتے جس کے باعث بہت سے طلاب وفضلاء اعلیٰ علمی سطح تک پہنچ گئے۔

اس کے علاوہ آپ ان کی اخلاقی تربیت کا بھی بیحد خیال رکھتے تاکہ تقوی و پرہیزگاری سے متصف رہیں اور اپنی تالیف وتصنیف اور تحقیق کے ذریعہ حوزہ علمیہ نجف کو استحکام بخشنے میں اہم کردار ادا کریں۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ مرحوم خوئی رضوان اللہ تعالی علیہ کی وفات کے بعد حوزہ علمیہ عراق اور بیرونی مؤمنین وفضلاء کے بڑے حلقوں کی جانب سے جن میں بعض بزرگ علماء ومراجع دینی بھی شامل ہیں، آپ ہی کی طرف مقام مرجعیت کو قبول کرنے کے لئے کثرت سے رجوع کیا گیا اور اس امر کے لئے شدت سے اصرار کیا گیا۔

آپ نے معاشرہ میں خالص **"دینی مرجعیت"** کے کردار کو مؤثر بنانے کے لئے

کافی اقدامات کئے تا کہ لوگ ''**حوزہ علمیہ**'' اور ''**دینی مرجعیت**'' کے درمیان رابطہ مستحکم رہے اور وہ اپنے دین و دنیا دونوں ہی کے تئیں اطمینان و امان میں رہیں، اسی طرح آپ اعتقادی، اخلاقی اور عرفانی اصولوں میں صبر و استقامت اور ثابت قدمی کی بہت تاکید فرماتے جنھیں علمائے اعلام نسل در نسل سختی سے محفوظ کرتے آئے ہیں کیونکہ انھوں نے ان چیزوں کو قرآن وسنت سے دینی میراث کے عنوان سے حاصل کیا ہے۔

اسی طرح آپ مذکورہ بنیادی اصولوں پر کاربند رہنے اور رنج و محن کے طوفانوں اور مختلف اور گونا گوں فتنوں کا مقابلہ کرنے میں ثبات و پائیداری سے کام لینے کی اہمیت پر بہت زور دیتے۔

آپ نے ''**مرجعیت**'' کی ذمہ داری ایسے پیچیدہ اور نازک حالات میں قبول کی جس وقت دنیا کے مختلف گوشوں میں مؤمنین پر مصائب کے پہاڑ اندھا دھند نازل ہو رہے تھے ایسے حالات میں جن باتوں کو آپ نے امتیازی اہمیت دی وہ حسب ذیل ہیں:

الف: دینی حوزوی سرگرمیاں

سب سے پہلے آپ نے ''**حوزہ علمیہ**'' کو امتیازی اہمیت بخشی، ''**حوزہ علمیہ**'' یعنی وہ دینی ادارہ جو فتنوں اور دشمنوں کی گونا گوں سازشوں کا مقابلہ کرنے کی راہ میں اپنے دوش پر بارگراں کا حامل ہوتا ہے، سیدنا المعظم نے طلبہ کی ایک ایسی نسل کو پروان چڑھانے اور با استعداد بنانے کے سلسلہ میں نہایت توجہ برتی جو تقوی و پرہیزگاری

کے ساتھ مختلف اسلامی علوم کے توشے کے مالک ہوں، لہٰذا آج ہم دیکھتے ہیں کہ حوزہ علمیہ میں آپ نے ایسے سینکڑوں طلاب کی تربیت کی ان کے لئے اچھے اساتذہ اور ایسے ضروری ساز وسامان زندگی فراہم کئے جن کی انہیں اپنے درس و بحث اور علمی راہ کو آگے بڑھانے میں ضرورت ہوا کرتی ہے۔

اس سلسلہ میں ہر طرح کی اعانت کے علاوہ ان کے شہریہ (وظیفہ) میں بھی اضافہ کیا، پھر طلاب حوزہ کے نام ایک پیغام صادر کیا جس میں بعض ان اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی جن کا ملتزم ہونا طلاب کے لئے لازم ہوتا ہے، ہم یہاں پر ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ تقویٰ کی رعایت اور معاشرہ میں نمونہ قرار پانا۔

آپ نے بارہا اس بات کی تاکید فرمائی کہ ایک عالم دین کو تقوی و خوف الٰہی کا پابند ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے طرز عمل اور رفتار و گفتار میں مؤمنین کے لئے نمونہ عمل قرار پائے ان کے نفوس اس سے مطمئن اور ان کا وثوق و اعتماد اس کی بہ نسبت مستحکم اور حضرت حق سبحانہ سے ان کا ارتباط قوی و محکم ہو آپ نے اپنے فتوے میں اس بات پر بھی زور دیا ہے:

''ایک مرجع تقلید کے لئے جو عدالت شرط ہے وہ گواہ اور امام جماعت کی معمولی عدالت سے بالکل جدا ہوتی ہے''۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''اس کی عدالت اعلیٰ درجہ کی عدالت ہو اور وہ تقوی کے ایسے مرتبہ پر فائز ہو جو عموماً اسے حکم شرعی کی مخالفت کرنے اور معصیت میں (چاہے صغیرہ ہو) واقع ہونے سے باز رکھے اس طرح سے کہ خدانخواستہ اگر کبھی نفسانی خواہشات یا بعض شیطانی حالات کا غلبہ ہو جائے اور وہ اس کے نتیجہ میں معصیت کا شکار ہو جائے تو فوراً نہایت ندامت کے ساتھ بارگاہ خداوند رحیم وغفور میں توبہ وانابت کر لے''۔(۱)

آپ طلاب حوزہ علمیہ کے نام ایک اور پیغام میں ایک دوسرے زاویہ سے اہمیت تقوی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اہل علم کے لئے تقوی کے میدان میں دیگر افراد سے زیادہ رعایت کرنا لازمی ہوتا ہے، کیونکہ شرعی احکام اور استدلالی کلیات کی تشخیص کے مقدمات یکساں نہیں ہوتے ہیں بلکہ ممکن ہے اکثر مقامات پر ذاتی جذبات واحساسات [جب کہ ایمان اور تقویٰ ضعیف ہو] صادر شدہ احکام کو متأثر قرار دے سکتے ہیں۔

بسا اوقات ایک محقق مجتہد کا کسی حکم کی جانب میلان ہوتا ہے اور وہ اس کے لئے اپنے ذاتی اطمینان وقناعت کے مطابق دلیل طلب کرتا ہے ایسے میں وہ جس قدرت استدلال اور قوت استنباط سے بہرہ مند ہے تو وہ ایک شبہ کو دلیل کی صورت میں ظاہر کر سکتا ہے اور کچھ ایسی ہی صورت شخصی اطمینان وقناعت کی اس کے لئے بعض ان موضوعات خارجیہ میں بھی پیش آ سکتی

---

(۱) منہاج الصالحین ج ۱/۱۳.

ہے جن کی طرف کبھی کبھی اسے رجوع کرنا پڑتا ہے، ایسی صورت حال میں اگر کوئی چیز ذاتی قناعت اور نفسیاتی خواہش سے اسے روک سکتی ہے تو وہ صرف تقوی، ورع اور خوف وخشیت الٰہی ہے، کیونکہ یہی امور ہیں جن کے ذریعہ وہ خطابی واستحسانی شبہات اور اُن قطعی وواقعی دلائل کے درمیان امتیاز اور فرق قائم کرسکتا ہے جو روز قیامت اللہ کے حضور اس کے لئے حجت قرار پاتے ہیں''۔(۱)

۲۔علمی تدبر اور فکری گہرائی

علمی تدبر اور فکری عمق شیعی فکر کی اصالت کے تحفظ میں بڑا دخل رکھتی ہے نیز یہ مذہب اہل بیتؑ کی راہ وروش کو سطحی اور معمولی قرار پانے سے محفوظ رکھنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے، خاص کر یہ دیکھتے ہوئے کہ ایک عالم دین کے دوش پر شرعی موقف کی وضاحت اور دینی احکام ومسائل کے استنباط واستخراج کی سنگین ذمہ داری ہے۔

اس سلسلہ میں آپ طلاب حوزہ علمیہ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''علماء وطلاب کے لئے ایسے متین دلائل اور محکم براہین کی تلاش وجستجو کرنا لازم ہے جو بروز قیامت، خدا کے روبرو حجت بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں نیز ضروری ہے کہ ایسے کلام واقوال پر اعتماد نہ کیا جائے جو بظاہر اچھے

(۱)رسالة ابوية للمبلغين ۱۵ .

ہوں، عوام الناس کو قانع و مطمئن کرتے ہوں اوران کی رغبت وخواہش کے ساتھ مناسب وموافق ہوں لیکن ان کے پیچھے کوئی مستحکم دلیل نہ ہو''۔(۱)

۳۔اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا

پیغمبرا کرم اوراہل بیت اطہارؑ کی تاٗسی کرتے ہوئے اخلاق حسنہ وصفات حمیدہ سے آراستہ ہونے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''اہل علم کے لئے نبی اکرم وائمہ معصومین علیہم السلام عظیم نمونۂ عمل اوراسوۂ حیات ہیں، یہ حضرات معصومین اپنے علومنزلت وعظمت مرتبت کے باوجود، ضعیف مؤمنین تک کی تعظیم کرتے،ان کے حق کی رعایت کرتے،ان کے حق میں کسی طرح کی کوتاہی برتنے کو پسند نہ کرتے اور کسی کے حق کے متعلق تساہلی اورچشم پوشی سے کام لینے کوکسی قیمت پرروا نہیں جانتے تھے''۔(۲)

۴۔اصالت کی حفاظت اوراصلی منابع سے پیوستگی

اپنی اصالت کی حفاظت اوراصلی منابع سے ارتباط کا قائم رہنا بغیر کسی فکری جموداورعقلی تعطل کے، کیونکہ زمانہ کے تقاضے کے مطابق، عالم دین کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے معاشرہ بلکہ تمام معاشروں کے سامنے کھلی فکراورکشادہ نظر کے ساتھ نمودار ہو کیونکہ

(۱) رسالة ابوية للمبلغين /۲۴.

(۲)رسالة ابو ية للمبلغين/ ۳۱.

اب جدید ذرائع ابلاغ اور ترقی یافتہ وسائل کے نتیجہ میں پوری دنیا ایک بڑے قریہ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے لہٰذا عالم دین کو قطعی طور پر کشادہ نظر اور کھلی فکر کا حامل ہونا چاہئیے۔

نیز دین کی طرف دعوت دینے دینی مفاہیم کو جدید لب ولہجہ اور عصر حاضر کی روش کے مطابق سمجھانے اور پیش کرنے کے لئے جدید وسائل وامکانات اور نئے اسلوب وانداز سے استفادہ کرنا چاہئیے، لیکن ایسا ہرگز جائز نہیں ہے کہ یہ چیزیں امر استنباط میں موضوعیت واصالت کا عنوان حاصل کرلیں اور شرعی موازین اور دینی اصول سے ہٹ جائیں ورنہ اگر اس بات نے استنباط میں موضوعیت واصالت کا مقام اختیار کرلیا تو جیسے جیسے حالات بدلتے جائیں گے دین مسخ ہوتا جائے گا اور اس میں تبدیلی آتی جائے گی۔

اس مطلب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''مذہب امامیہ نے احکام وتعلیمات الٰہیہ کی جو محافظت کی ہے، ان کو شریعت کے اصلی منابع سے اخذ کرنے کے سلسلہ میں جو خاص اہتمام برتا، پائیداری وثبات قدمی کا مظاہرہ کیا ہے اور درازی مدت وشدت رنج ومصیبت کے باوجود زمانہ کے طوفانوں اور فتنوں کو ہمیشہ چیلنج کیا ہے اس کی بابت اس مذہب حق کو یہ حق پہنچتا ہے کہ عزت وافتخار کے ساتھ اپنا سر بلند کرے''۔(۱)

---

(۱)منہاج الصالحین ج ۸/۱.

۵۔شیعی اسلامی اعتقادات کو ثبات بخشنا

آپ نے علماء و محققین کو اعتقادی بحثوں کی جانب توجہ دینے اور شکوک و شبہات کا علاج کرنے کی دعوت دی اور تمام علماء و محققین سے درخواست فرمائی کہ وہ اعتقادی بحثوں اور ان پر ہونے والے اعتراضات کو دفع کرنے کے سلسلے میں خاص توجہ دیں اور کوئی کسر باقی نہ رکھیں اور خود بنفس نفیس بھی بعض انحرافی افکار کا مقابلہ کرنے کے لئے تفصیلی اور تشفی بخش جوابات تحریر فرمائے جن کا مختلف حلقوں میں بڑا گہرا مثبت اثر رہا۔

اس بات کی گواہ آپ کی معروف کتاب **"فی رحاب العقیدۃ"** ہے جو ان اعتقادی سوالات کے تفصیلی جوابات پر مشتمل ہے جنہیں اردن سے شعبہ الٰہیات کے ایک فارغ التحصیل محقق نے آپ کی خدمت میں بعنوان اعتراضات روانہ کیا تھا۔

اسی طرح آپ نے بناوٹی عقائد اور فاسد و منحرف سیر و سلوک کا جوابی تفصیلی دلائل کے ذریعہ مقابلہ کیا جن میں کمال احتیاط و دور اندیشی سے کام لیا، باطل اور منحرف ادعا جیسے اہل بیت اطہار ؑ سے براہ راست ارتباط اور ان کی بلا واسطہ نیابت وسفارت وغیرہ، اسی طرح مراسم حج سے مشابہ بعض ایسے شعائر کی بدعت گزاری کی نسبت آپ نے شجاعانہ اور سخت موقف اختیار کیا جو کسی وقت بعض نادان اور سادہ فکر افراد حضرت امام حسین - اور جناب عباس - کے روضوں کے مابین نیز امام حسین - کی ضریح مبارک کے اطراف میں انجام دیا کرتے تھے۔

الحمدللہ اس کے خلاف آپ کے سخت موقف اختیار کرنے اور توجیہی بیانات صادر

کرنے کے بعد ان بدعتوں کا خاتمہ ہوگیا۔

آپ نے اسی طرح ٹی، وی کے بعض فاسد پروگراموں اور فحش اعمال ورفتار کی نسبت دوراندیشی پر مبنی سنجیدہ موقف وسیع پیمانہ پر مثبت اثرات کا مظہر تھا۔

ب: آپ کی سماجی سرگرمیاں

پردیس میں رہنے والے شیعوں کی نسبت اہتمام وتوجہ مبذول کرنا، خاص طور پر ان افراد کی نسبت جو دینی مراکز سے دور اور سخت حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں، چنانچہ ان افراد کے تئیں اہتمام برتنے سے متعلق آپ نے ضروری ہدایات پیش کیں، نیز ایک پیغام بھی ان کے نام روانہ کیا جو ان کی نصرت وحمایت اور غربت کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی ترغیب وتشویق سے متعلق ہے۔

اسی طرح آپ نے ایک پیغام گلگت (۱) کے مؤمنین کے نام روانہ کیا جو ان کے اس نازک اور دشوار موقف کی حمایت سے متعلق ہے جو انہیں بعض ایسی جماعتوں کا سامنا کرنے کے لئے اختیار کرنا پڑتا ہے جن کا مقصد مسلمانوں کے درمیان اختلاف، تفرقہ اور قتل وخونریزی کا ماحول پھیلانا اور رائج کرنا ہے۔

---

(۱) گلگت: ایک پہاڑی علاقہ ہے جو پاکستان اور ہندوستان کے زیر اختیار کشمیر کے وسط اور اسلام آباد سے سات سو کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے وہاں کی بڑی اکثریت شیعہ اثنا عشری پر مشتمل ہے (اللہ انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے) جو خاص حالات کے تحت تنگی ومشقت سے دوچار ہیں۔

اور کمیونزم [communism] کے زوال کے بعد سابق سوویت یونین کے زیر نظر ملک آذربائیجان اور قفقاز میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے ایک پیغام ارسال کیا، اسی طرح پاکستان اور افغانستان (۱) اور دیگر شیعہ بستیوں پر توجہ کرنا، قابل اہمیت ہے۔

ج: عالم اسلام کو ایک پیغام

دشمنان اسلام کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کی خاطر، مشترکہ اسلامی عمل کی تجویز پیش

---

(۱) مؤمنین افغانستان کے خستہ وشکستہ حالات کو زیر نظر رکھنے سے متعلق آپ نے بڑی توجہ صرف کی اور مخیّر افراد سے ان کی اعانت وحمایت کرنے کی خصوصی درخواست کی اور آپ کے فرزند سید ریاض الحکیم زید مجدہ نے حکومت طالبان کے زوال کے بعد افغانستان میں سخت اور پیچیدہ حالات کے باوجود آپ کی نمائندگی میں وہاں کا سفر کیا (جو اس بیچارے ملک کے مظلوم ومحروم مؤمنین کی نسبت دینی مرجعیت کے اہتمام وتوجہ کی عکاسی کرتا ہے) تاکہ قریب سے وہاں کے حالات و صورتحال سے باخبر ہوں اور ان کی مختلف صورت سے مدد اور کمک کرسکیں چنانچہ وہاں کے شیعیان اہل بیتؑ کے نفوس میں ان کے سفر کا بہت گہرا اور مثبت اثر قائم ہوا اور ان سخت حالات میں دینی مرجعیت کے اس موقف اور اس قدر اہتمام وتوجہ کو دیکھ کر اچانک چونک سے پڑے، غرض کہ آپ کے یہ طرز عمل ان کو گھیرے ہوئے مختلف قسم کے رنج ومحن کی شدت کو کم کرنے میں نہایت اچھا ثابت ہوا اور آج آپ کی طرف سے وہاں پر متعدد ثقافتی، اجتماعی اور خدماتی پروگرام جاری وساری ہیں، اسی طرح آپ نے دیگر ممالک کے مؤمنین کے حالات کو ہمیشہ زیر نظر رکھا۔

کرنا، اس سلسلہ میں آپ نے اسلامی سرگرمیوں کو موثر بنانے کی غرض سے مختلف مکتب فکر کے تمام مسلمانوں کو کھل کر میدان عمل میں آنے کی دعوت دی، نیز وطن سے دور رہنے والے جملہ افراد کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''آپ سب پر لازم ہے کہ خدمت اسلام کی خاطر دیگر تمام ایسے مسلمان گروہوں کی معیت میں جو صاحبان عقل ونظر اور اسلام کی بلند مصلحت کے خواہاں ہیں مشترکہ عمل کی جانب توجہ مرکوز کریں اور بغض وعناد پر مبنی تعصب اور مکر وفریب سے پُر حرکتوں سے دور رہیں اس لئے کہ اسلام کے مشترکہ اصولوں میں دیگر مسلمانوں کے ساتھ، ہمارے اتفاق نظر کا تقاضا ہے کہ ہم سب مل کر ان اصولوں کی خدمت کرنے، انھیں استحکام وقوت عطا کرنے اور انہی کو مدنظر رکھتے ہوئے بطور احسن واکمل ایک دوسرے کا تعاون کرنے کی بابت سنجیدگی، اہتمام اور توجہ سے کام لیں''۔

د: قرآن واہل بیت علیہم السلام سے متمسک رہنا

قرآن کریم، نبی اکرمؐ اور اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ توسل وارتباط کو اہمیت دینا آپ کی ذاتی سیرت میں نمایاں ہے، آپ روزانہ کئی دفعہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے ہیں، بہت سی حدیث کی کتابیں پڑھتے اور ان کا احاطہ علمی رکھتے ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے خطابات وہدایات میں کثرت کے ساتھ آیات قرآن واحادیث معصومینؑ سے حوالہ پیش کرتے ہیں، ایک سوال کے جواب میں آپ نے قرآن

کریم، معتبر کتب احادیث، نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ پر علما و خطباء اور ذاکرین کے لئے اساسی منبع و مرجع کی حیثیت سے اعتماد کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

ہ : حضرت امام حسین علیہ السلام سے والہانہ محبت کرنا

اہل بیت نبیؑ کے ساتھ گہرا ارتباط قائم رکھنا اور ان کی ولا و محبت کے جذبہ سے سرشار رہنا، کہ یہ بات بھی آپ کی شخصیت میں مختلف موقعوں پر آپ کی ہدایات، شعائر حسینی و مراسم دینی کی نسبت آپ کے خاص اہتمام و توجہ مبذول کرنے سے واضح ہے، ماہ محرم میں آپ کی سالانہ تقاریر اور خود بنفس نفیس مقتل امام حسین - پڑھنے سے بھی روشن ہے، جب آپ نے بغرض علاج لندن کا سفر کیا تو آپ وہاں کے اسلامی مراکز کی مجلسوں میں حاضر ہوتے اور خود بھی مجلسیں پڑھتے چنانچہ مراسم عزاداری میں آپ کی شرکت نے لندن میں موجود غربت کی زندگی گزارنے والے مسلمانوں کے حلقوں میں گہرا اثر و رسوخ قائم کیا اور اہل بیت ؑ کے ساتھ ارتباط برقرار کر کے ذکر اہل بیتؑ کو زندہ رکھنے کے مسئلہ میں اہتمام برتنے اور مظلومیت اہل بیت ؑ کا بیان و تذکرہ کرنے کے سلسلہ میں بھی آپ کا طرز عمل بہت مؤثر ثابت ہوا۔

و: اہل بیت علیہم السلام سے ایک خاص ارتباط قائم رکھنا

اہل بیتؑ کے چاہنے والوں کے ساتھ مستحکم رابطہ پر زور دینا، چنانچہ آپ ہر فرصت سے استفادہ کرتے اور اس سلسلہ میں تقریریں اور براہ راست خطابات کے ذریعہ

نجف اشرف میں ارشادات وہدایات پیش کرتے حتی کہ علاج کی غرض سے سفر لندن کے دوران جب کہ آپ کی صحت ناسازگار تھی آپ نے وہاں کے پردیسی مؤمنین کو ارشادات وہدایات دینے سے دریغ نہ کیا، نیز شام کے طلاب اور آپ سے ملاقات کے لئے آنے والے مؤمنین کو بھی آپ نے ہمیشہ اپنی نصیحتوں اور ہدایتوں سے فیض پہنچایا انہیں خالص دینی واخلاقی اصولوں، اسلامی تمدن وتہذیب اور اہل بیت ؑ کی روش میں ڈھلے ہوئے اسلامی اصولوں کی مسلسل تاکید فرمائی۔

ز: فقراء کی حمایت

ضرورتمند اور تنگدست کنبوں کی مدد کا بیحد خیال رکھنا، کہ یہ بات آپ کی طرف سے مختلف انداز میں ان کی مدد کرنے، از جملہ عراق کے ہزاروں غریب کنبوں کے لئے منظّم طریقہ پر ماہانہ وظیفہ مقرر کرنے سے عیاں ہے۔

ح: بوسیدہ مقدس مقامات کی تعمیر

بہت سے ایسے مقدس مقامات کی تعمیر ومرمت کے لئے اہتمام واقدام کرنا جو ضروری نگرانی نہ ہونے کے باعث بوسیدہ وشکستہ ہو چکے تھے مثال کے طور پر مسجد سہلہ کی تعمیر کا عمل نیز شام کے متعدد شہروں میں بے شمار مسجدوں کی تاسیس وتعمیر کا کام۔

ط: تبلیغ دین کی حمایت اور مبلغین کی پشت پناہی کرنا

دینی تبلیغ کی حمایت و پشت پناہی کرنا اس سلسلہ میں پاکستان، ہندوستان، افغانستان اور وسطی ایشیا میں نئی آزاد جمہوری ممالک، شام کے شہروں، عراق کی شمالی علاقوں ایران میں مقیم عراقی پناہ گزینوں کے کیمپوں اور بعض ایرانی علاقوں میں مبلغ روانہ کرنے اور تبلیغی سرگرمیوں کی کمک کرنے جیسے پروگرام شامل ہیں، اسی طرح مختلف علاقوں، بالخصوص محروم وپسماندہ علاقوں میں دینی وتربیتی اجتماعات کی برگزاری کے لئے کمک کرنا اور اسلامی ملکوں خاص کر سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد وسطی ایشیا کی جمہوری ممالک میں اہل بیت عصمت وطہارت ؑ کی تہذیب وثقافت کو نشر کرنا آپ کے پروگرام میں شامل ہے چنانچہ اسلامی ملکوں اور مذکورہ جمہوری مملکتوں میں وہیں کے طلاب کو مبلغ کی حیثیت سے روانہ کرنے اور وہاں پر مختلف قسم کی تبلیغی سرگرمیوں کی حمایت و پشت پناہی کرنے کی ذمہ داری آپ کے دفتر سے متعلق ہے۔

ی: دنیا کے مذہبی اداروں سے رابطہ برقرار کرنا

امریکہ اور یورپ کے اسلامی مراکز واداروں سے براہ راست رابطہ برقرار رکھنا، ان کے واسطے مختلف اسلامی موضوعات پر کتابیں فراہم کرنا وہاں کے مؤمنین کی جانب سے آنے والے گوناگوں سوالوں کے جوابات دینا، وہاں کے پردیسی مسلمانوں کی اکثر مشکلات کو حل کرنے کے سلسلہ میں آگاہانہ طور پر حصہ لینا، دینی مرجعیت اور حوزہ علمیہ کے ساتھ ربط برقرار رہنے کی غرض سے دینی مناسبتوں سے ہدایات پر مشتمل

بیانات صادر کر کے وہاں کے لئے ارسال کرنا اور یورپ میں موجود غریب الوطن مسلمانوں کے درمیان دینی حالت اور اسلامی اخلاق ورفتار کو ثابت واستقرار بخشنے کے مقصد سے مذکورہ مراکز واداروں کی بعض سرگرمیوں کو مؤثر بنانا، چنانچہ مختلف سطح پر اس ارتباط وسرگرمی کی مذکورہ مراکز کی نسبت مثبت تاثیر دیکھنے میں آئی اور آپ کی سعی پیہم اور مسلسل کوشش کے نتیجے میں آپ کے دفتر سے وابستہ انٹرنیٹ کے مراکز کو اصیل اور متنوع اسلامی علوم وثقافت کے مواد، عربی، انگریزی اور اردو زبان میں فراہم کرنے کا عمل پورا کیا گیا تا کہ اس کے ذریعہ اسلامی فکر، اہل بیت ؑ کی راہ وروش اور ان کے علوم ومعارف کو دنیا کے مختلف گوشوں میں پہنچایا جا سکے اور مؤمنین وغیرہ کے طرح طرح کے فقہی واعتقادی سوالات کے جوابات دئے جا سکیں۔

ک: عالم اسلام سے مربوط حوادث کے مقابلہ میں آپ کا کردار

عالم اسلام اور اہل بیت ؑ کے چاہنے والوں سے مربوط حوادث وواقعات اور درپیش خطرات کو زیر نظر رکھنا اور دینی مرجع کی جانب سے سنجیدہ اور موزوں قدم اٹھانا اور مناسب موقف اختیار کرنا، چنانچہ ہم ذیل میں بعض کئے گئے اقدامات کا ذکر کر رہے ہیں:

۱۔ غاصب صہیونی دشمنوں کے ظلم وبربریت کا فلسطینی مسلمان جوڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں ان کی حمایت وپشت پناہی کرنا اور بیت المقدس نیز دیگر فلسطینی سرزمین پر اسرائیل کے ناجائز اور غاصبانہ قبضہ کو تسلیم نہ کرتے ہوئے اس کی شدید مذمت کرنا۔

۲۔غاصب اسرائیلیوں کے قبضے سے جنوبی لبنان کو آزاد کرانے کے مسئلہ میں ملت لبنان کی حمایت وتائید کرنا اور جنوب لبنان کو آزاد کرانے میں حزب اللہ اور اسلامی مزاحمت کو جسے نمایاں فتح وکامرانی نصیب ہوئی مبارک اقدام قرار دیتے ہوئے اس کے لئے تبریک وتہنیت پیش کرنا۔

۳۔افغانستان میں شیعیان اہل بیتؑ اور نہتے شہریوں کے خلاف، طالبان گروہ کی طرف سے کئے گئے اجتماعی قتل وخونریزی وغیرہ جیسے جرائم کی سخت مذمت کرنا۔

(۴)۔ پاکستان میں **"سپاہ صحابہ"** کی جانب سے شیعیان اہل بیتؑ کے خلاف اندھا دھند کشت وکشتار انجام پانے اور مسجدوں اور امام بارگاہوں کو بم دھاکوں سے ویران و تباہ کرنے کے پلید عمل کی مذمت کرنا اور حکومت پاکستان کے صدر اور وزیراعظم سے اس طرح کے گھناؤنے جرائم کے سد باب کی ذمہ داری قبول کرنے کا مطالبہ کرنا چنانچہ اس کے ردعمل میں پاکستان کے سابق وزیراعظم نواز شریف نے اپنے ایک خط میں اظہار کیا کہ ہم دینی مرجعیت کے قلق واضطراب کو درک کرتے اور سمجھتے ہیں اور ہماری حکومت ان مجرمانہ اقدامات کی روک تھام کرنے اور مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچانے کا عزم رکھتی ہے۔

۵۔انڈونیشیا میں وہابیوں کی طرف سے شیعیان اہل بیتؑ کو کافر قرار دینے کی سازش کو ناکام بنانے اور ۱۴۱۶ھ کے آس پاس وہابیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کئے جانے کے سلسلہ میں وہاں کی جماعت " نهضة العلماء " کے رئیس (صدر) عبدالرحمٰن وحید کے موقف اور طرز عمل کو سراہنا اور اس کی قدر ے افزائی

کرنا، چنانچہ اسی حوالے سے سیدنا المعظم مدظلہ کے دفتر نے مذکورہ جماعت کے صدر کے موقف کی نسبت خصوصی تشکر نامہ ان کی خدمت میں ارسال کیا جس کا مثبت اثر ہوا۔

(۶) ملیشیا میں ۱۹۹۰ء کی دہائی میں راہ اہل بیتؑ سے منحرف و مخالف جماعتوں کے اثر ورسوخ کے نتیجہ میں حکومت کی جانب سے شیعیان اہل بیتؑ کو حراست میں لینے پر مجلس اسلامی شیعہ (لبنان) کے آیۃ اللہ شیخ محمد مہدی شمس الدین قدس سرہ کے توسط سے حکومت ملیشیا پر دباؤ ڈالنا اور اس نسبت سے دینی مرجعیت کے غم وغصہ اور قلق و اضطراب کو وہاں کی حکومت کے گوش گزار کرنا۔

۷۔ مفتی جامع ازہر (مصر) کی جانب سے شیعیان اہل بیتؑ کو کافر گردانے کی بابت اس کی بیہودہ تصریحات کی سخت مذمت کرنا ایسی نازیبا حرکتوں کی تکرار نہ ہونے کے لئے جناب شیخ مہدی شمس الدین قدس سرہ کے ذریعہ مفتی جامع ازہر (مصر) پر دباؤ ڈالنے کے متعلق کھل کر گفتگو کرنا جن کے جواب میں مہدی شمس الدین مرحوم نے اظہار تشکر کے ساتھ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے اقدام کرنے کا وعدہ کیا۔

۸۔ اسلام کے خلاف بعض یورپی ممالک کے رہنماؤں کے موقف اور تصریحات کی، نیز یورپ میں موجود غریب الدیار مسلمانوں کے خلاف تشدد آمیز اقدامات کی سخت مذمت کرنا۔

یہ تھے آپ کے بعض کارنامے اور اقدامات، ان کے علاوہ بھی آپ کے بہت سے شجاعانہ اور ذمہ دارانہ موقف واقدامات عمل میں آئے جن سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ عالم اسلام کے مستقبل اور مسلمانان عالم کی سرنوشت سے جڑے ہوئے رونما

ہونے والے حالات وواقعات پر نظارت ونگرانی رکھنے کے لئے دینی مرجعیت ہمیشہ میدان علم میں حاضر اور پیش پیش رہتی ہے۔

دوسری فصل

قید خانہ میں موصوف کی زندگی

[۲۵/رجب ۱۴۰۳ھ، ۱۸/ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ
مطابق ۹/۵/۱۹۸۳ء، ۷/۶/۱۹۹۱ء]

تمہید

اس عظیم اور بابرکت شخصیت نے اپنی زندگی کے جو اہم ترین ایام صدامی قید خانوں میں گزارے ان کو اب تک عراقی حکومت اور وہاں پر امنیت نہ ہونے کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیان نہیں کیا گیا تھا جب کہ آپ کے وہ حالات اور طرح طرح کی اذیتوں کے باوجود علمی سرگرمیاں آئندہ نسلوں کے لئے نہایت عبرتناک اور آموز ہیں، لیکن اس وقت جب کہ صدامی حکومت ختم ہو چکی ہے لہٰذا ہم بطور اختصار ان گوشوں کو بیان کر رہے ہیں جو قارئین کے لئے سبق آموز بھی ہیں اور مشعل راہ بھی۔

حضرت آیۃ اللہ سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ نے اپنی ابتدائی زندگی ہی سے حوزہ علمیہ سے وابستہ ہونے کے بعد محسوس کر لیا تھا کہ اسلامی امت کن کن مشکلات اور آلام ومصائب سے دوچار ہے، اس لئے آپ نے اپنے کو ہر طرح کی مشکل سے نمٹنے کے لئے آمادہ کر لیا تھا اور چونکہ باہر سے رونما کئے گئے انحرافی افکار ونظریات اور یکے بعد دیگرے برسر اقتدار آنے والی ڈکٹیٹر اور مخالف دین حکومتوں سے مقابلہ کرنے کی ذمہ داری علمائے دین کی تھی اور ہے، اس لئے آپ کی دور اندیشی اور فراست نے کمیونزم کے روشن خیال افکار ونظریات کی چالبازی کو فوراً تاڑ لیا جس کی سابق

سوویت کی جانب سے عراق میں حمایت اور پشت پناہی ہورہی تھی اور نجف اشرف کی ان علمی نشستوں میں جن کے وجود سے وہاں کا ماحول خوشگوار رہا کرتا تھا مستقل جلسات اور مسلسل بحث ومباحثات کے ذریعہ اس ذمہ داری کو آپ نے اپنے دوش پر اٹھالیا اور ادراک وشعور بھرے خالص افکار ونظریات پیش کرنا شروع کردئے۔

عراق میں بتاہ کن اشتراکیت (سوشلزم) کے پھیلاؤ کے دوران جسے سابق سوویت یونین کی حمایت حاصل تھی آپ نے **"علماء جماعت"** کے ساتھ بھی بھرپور تعاون کیا جو آپ کے جدامجد حضرت سید محسن الحکیم طاب ثراہ کے زیرنگرانی کام کررہی تھی، چنانچہ یہ **"علماء جماعت"** اپنے جاری کردہ بیانات کونشر کرنے کے سلسلہ میں آپ ہی سے مدد لیتی کیونکہ آپ کی شجاعت اور جرأت مندانہ اقدام سے وہ بخوبی آگاہ تھی۔

۱۹۶۳ھ میں ڈاکٹر عبدالسلام محمد عارف کے عراق پر اقتدار اور اس کی جانب سے اشتراکی قوانین مسلط کئے جانے کی کوشش کے بعد مرجع اعلی حضرت سید محسن الحکیم طاب ثراہ اور حوزہ علمیہ کے جملہ علماء وفضلاء نے ظالم حکومت کی اس کوشش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ڈاکٹر عبدالسلام کو بھیجے گئے اس مذمت آمیز نامہ کے اوپر دستخط کرنے والوں میں جناب موصوف سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ کی ذات بھی شامل تھی جس میں عراق پر اشتراکیت مسلط کرنے اور قوانین اشتراکیت نافذ کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی تھی۔

عراق میں **"بعث پارٹی"** کے اقتدار میں آنے اور کھوکھلی اور بے بنیاد باتوں کے

بہانے،عوام کی گرفتاری، قتل و پھانسی جیسی کاروائیاں شروع ہونے کے بعد جن کا مقصد عراقی عوام کو خوف و وحشت میں مبتلا کرنا اور ملت عراق کے قدرتی ذخائر اور ان کی سرنوشت پر تسلط حاصل کرنا تھا۔

نیز اس وقت جب کہ اکثر افراد کو اس ظالم **"بعث پارٹی"** کے ناپاک ارادوں اور پلید منصوبوں کا ابھی صحیح علم نہ تھا موصوف دام ظلہ نے ابتداء ہی سے جلسات ومباحثات کے ذریعہ لوگوں کو خبردار کرنا شروع کر دیا:

"دیکھو! اس ظالم اور ویران کن سیلاب کی زد میں آ کر کہیں بہہ نہ جانا اور اس کی جھوٹی تبلیغات اور غلط پروپیگنڈوں سے متاثر نہ ہو جانا"۔

غرض کہ آپ شروع ہی سے لوگوں کو بعثیوں کے پلید وجود اور ان کی خطرناک سازشوں سے چوکنا اور ہوشیار رہنے کی بار بار تاکید فرماتے رہے، چنانچہ بعد میں جب حقیقت کا صحیح انکشاف ہوا تو حوزہ علمیہ کے بہت سے فضلاء اور دیگر دانشوروں نے آپ کے اس وقت کے موقف اور آپ کی ہدایات وتاکیدات نیز تجزیہ وتحلیل کے صحیح اور دقیق ہونے کو سراہا اسی لئے ہم نے دیکھا کہ ۱۹۶۸ء میں بعثی حکومت نے عراق پر اپنا تسلط برقرار کرتے ہی آپ پر سفر کرنے کی پابندی لگادی اور اس کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ ۱۹۷۴ء میں پہلی بار یہ پابندی ہٹائی گئی اور آپ کو حج بیت اللہ الحرام کے لئے سفر کی اجازت دی گئی پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ پابندی آپ پر دوبارہ عائد کر دی گئی اور آپ کو شدید طور پر زیر نظر رکھا جانے لگا جس کا سلسلہ ظالم بعثی حکومت کے باقی برسوں تک بدستور قائم رہا۔

۱۹۷۷ء کے ماہ صفر کے حوادث میں جب کہ ظالم بعثی حکومت نے پا پیادہ امام حسین - کی زیارت کے لئے جانے پر روک لگادی (جو کہ عراق میں شیعیان اہل بیتؑ کے درمیان ماہ صفر میں رائج اور مرسوم ہے)اور یہ اعلان کرادیا کہ عراق کے مختلف شہروں سے زیارت کے لئے روانہ ہونے والوں کا بعثی فوج ہیلی کاپٹروں، ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں وغیرہ کی مدد سے سخت مقابلہ کرے گی ،ایسے میں موصوف دام ظلہ نے اپنے خاندان کے بعض فضلاء اورنو جوانوں کی ہمراہی میں (جن میں سے بعض کو بعد میں شہید بھی کردیا گیا) پکے ارادہ کے ساتھ اپنا پا پیادہ سفر زیارت بدستور جاری رکھا یہاں تک کہ کربلائے معلٰی اور حرم امام حسین -تک پہنچے اور حکومت کے پہروں اور بے شمار مسلح فوجیوں کی کوئی پروانہ کی۔

زیارت کے لئے پا پیادہ روانہ ہونے والے مؤمنین کی صفوں میں قتل وغارت گری اور ان کی اجتماعی طور پر گرفتاری کی کاروائیوں کے بعد موصوف کوایک سربرآوردہ شخصیت کی جانب سے (جنہیں بعض دوستوں کے ذریعہ حکومت کے فیصلے کا علم ہو چکا تھا) خبر ملی کہ موصوف کا نام بھی حکومت کے مطلوب افراد کی فہرست میں ہے،لہٰذا آپ کو مجبوراً فرزندوں سمیت اپنا گھر چھوڑنا اور کچھ عرصہ کے لئے ایک ایسے کھنڈر میں روپوش ہونا پڑا جس کے محل وقوع کا آپ کی زوجۂ محترمہ گرامی کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا چنانچہ وہی خاتون تھیں جو مخفی طور پر حکومت کے کارندوں اوراس کے ہر جگہ پھیلے ہوئے جاسوسوں سے نظر بچا کے کسی طرح وہاں پر آمدورفت رکھتی تھیں۔

زیارت امام حسین -کے لئے پا پیادہ روانہ ہونے کے جرم میں گرفتار کر لئے

جانے والوں میں سے بعض کے خلاف سولی اور بعض کے متعلق عمر قید کے جائرانہ احکام جاری ہونے نیز دراز مدت کے بعد حکومت کی جانب سے مذکورہ قضیہ کی فائل بند کئے جانے کے بعد تک اس خرابہ (کھنڈر) میں آپ اور آپ کے فرزندوں کے روپوش رہنے کا سلسلہ جاری رہا۔

۱۷؍جولائی ۱۹۷۹ء کو وحشی مطلق العنان صدام تکریتی کے اقتدار پر قابض ہونے اور اپنے سلف احمد حسن البکر کو اقتدار سے ہٹانے کے بعد تمام عراقیوں بالخصوص حوزہ علمیہ نجف اشرف اور علماء وفضلاء پر دباؤ بڑھ گیا اور حکومت کی قساوت وسنگدلی میں شدت آ گئی (اگر چہ یہ کام عالمی کفر کی طاقتوں اور ان کے دم چھلوں کے اشاروں پر اسی لئے انجام پایا تھا کہ صدام کا سلف جن سیاہ کارناموں اور گھناؤنے اقدامات سے عاجز رہ گیا تھا یہ خلف [صدام] انہیں آخری مرحلے تک پہنچا سکے)

اس کے باوجود موصوف نے حوزہ علمیہ ہی میں مقیم رہنے اور عراق کو ترک نہ کرنے کو ترجیح دی اور اس پائیدار علمی وتہذیبی مرکز کے تحفظ و بقا کے عمل میں شریک رہنے کی خاطر تمام سختیوں، مشقتوں اور خطروں کو مول لیا۔

نجف اشرف میں علماء وافاضل پر حکومت کا دباؤ تھا آپ نے اس کا سختی سے مقابلہ کیا بلکہ دوسروں کو بھی حکومت کی مجرمانہ کاروائیوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور جوش دلاتے، چاہے اسکی جو بھی قیمت ادا کرنا پڑے۔

ایران وعراق جنگ کے دوران تو حوزہ علمیہ نجف اور وہاں کے علماء پر حکومت کا دباؤ اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا خاص کر اس وقت جب کہ اچانک مسلط کردہ جنگ کے

ذریعہ ایران کے تازہ اسلامی انقلاب کو نابود کرنے سے متعلق صدام کا سارا نقشہ نقش برآب ہوتا نظر آیا، چنانچہ جس وقت ایرانی افواج کے حملوں نے شدت اختیار کی تو ظالم و مجرم صدام نے بغداد میں علمائے مسلمین کے لئے کہ وہ حاضر ہوں اور پروپیگنڈہ کاروائی کے طور پر اس کی حکومت اور جنگ کی تائید وحمایت کا اعلان کریں۔

نیز اس کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ صدام کے بقول ایرانی باغیوں کے خلاف علماء کے فتویٰ جہاد کو دلیل بنا کر قوی اور رضا کارانہ فوج کے نام پر مزید عراقیوں کو محاذ جنگ پر روانہ کیا جا سکے لہٰذا حوزہ علمیہ نجف کے علماء پر اس کانفرنس میں شرکت کے لئے دباؤ ڈالنا واضح بات تھی، اس مسئلہ میں اس کی ساری توجہ خاندان آل حکیم پر مرکوز تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس خاندان کا ملک و بیرون ملک میں نمایاں احترام تھا نیز صدام چاہتا یہ تھا کہ اس خاندان کے چشم و چراغ آیۃ ا...سید باقر الحکیم کے توسط سے یہ ثابت کردے کہ وہ ہماری حکومت کے مخالف نہیں ہیں۔

اس وقت کچھ اس طرح کی خبریں بھی شائع ہو رہی تھیں کہ صدام مذکورہ کانفرنس کی صدارت، سادات آل حکیم سے تعلق رکھنے والے کسی بزرگ عالم دین کے سپرد کرنے کا عزم رکھتا ہے نیز اس کا ارادہ ہے کہ آل حکیم کو ان وفود میں شامل کرے جن کو کانفرنس کے بعد اسلامی حکومتوں میں صدام و جنگ کی حمایت کرنے کے لئے بھیجا جائے اسی لئے حکومت کی جانب سے آل حکیم کے پاس متعدد خط آئے جن میں ڈرایا اور دھمکایا بھی گیا لیکن جب حکومت نے دیکھا کہ خاندان آل حکیم کا کوئی فرد شرکت کے لئے تیار نہیں تو اس نے شہید حجۃ الاسلام والمسلمین السید محمد رضا الحکیم فرزند

سید محسن الحکیم قدس سرہ کے مکان پر نجف کے امن ڈاکٹر (معروف بہ ابی مخلص) کو جو تکریت کا رہنے والا تھا ایک اور شخص کے ہمراہ بھیجا جو اس سے بڑا منصب دار تھا اور صدام کا خاص نمائندہ تھا، اس نے خود کو پہچنوایا نہیں تھا یہ بھی رعب و وحشت ایجاد کرنے کے لئے حکومت کا ایک طریقہ تھا۔

خلاصہ یہ کہ ان لوگوں نے شہید محمد رضا الحکیم کو یہ پیغام پہنچایا کہ کانفرس میں آپ کے خاندان کی مشارکت پر صدام کا شدید اصرار ہے اور اگر شرکت سے انکار ہوا تو آپ کے خاندان کو حکومت کا دشمن سمجھا جائے گا اور عدم شرکت کی بابت کسی قسم کا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔

یہ تھا صدام ملعون کا پیغام۔

لیکن سید محمد رضا الحکیم نے جو کہ جرأت وشجاعت میں معروف ومشہور تھے اس کے گوش گزار کر دیا کہ ہمارا خاندان اس کانفرنس میں شرکت نہیں کرے گا چاہے جو بھی ہو جائے اور جس قدر بھی دباؤ ڈالا جائے۔

غرض کہ اس کے مسلسل اصرار وتہدید اور سید محمد رضا الحکیم کے مسلسل انکار وتردید کے نتیجہ میں طرفین کے بیچ گرم بحث بحثی شروع ہوگئی یہاں تک کہ سید محمد رضا الحکیم نے اس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

اے ابو مخلص! تو بالو اُبال رہا ہے!!

اس مثل کو عراقی اس جگہ استعمال کرتے ہیں جہاں بیہودہ اصرار وتہدید سے کوئی اثر پڑنے والا نہ ہو یعنی اے ابو مخلص تو جان لے کہ تیرے اصرار وتہدید سے ہماری صحت

پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں ہے، آخر کار وہ لوگ غصہ اور مایوسی کے ساتھ وہاں سے نکلے تا کہ جا کر اپنے ظالم کو بتا دیں کہ جس مہم کے لئے انھیں بھیجا گیا تھا اس میں وہ ناکام رہے ہیں۔

اب اس کانفرنس کے انعقاد کے تقریباً دو ہفتے بعد حکومت کو سادات آل حکیم کی عدم مشارکت کے باعث ناکامی کا احساس ہوا تو اس خاندان کے اس باوقار موقف اختیار کرنے کے نتیجہ میں جو عراق کی تاریخ نو میں ایک نمایاں کارنامہ کی حیثیت سے ثبت ہوا۔

صدام نے پورے خاندان کی گرفتاری کا فرمان جاری کیا تا کہ مذکورہ موقف اختیار کرنے کا انتقام لے سکے اور یوں بھی حوزۂ علمیہ عراق میں اس وقت کسی کو علمی و دینی لحاظ سے اتنی واضح مرکزیت حاصل نہ تھی جو آل حکیم کو حاصل تھی کیونکہ آل حکیم سے تعلق رکھنے والے بزرگ و جوان کی تعداد بے شمار تھی جو پورے طور سے حوزۂ علمیہ ہی سے منسلک تھے اور یہ بات حکومت کے لئے بے حد غیظ و غضب کا سبب تھی۔

چنانچہ صدام کی طرف سے گرفتاری کے فرمان کے بعد ۲۶ رجب ۱۴۰۳ھ کو شب میں اچانک آل حکیم کے گھر پر حملہ کر دیا اور اس خاندان کے تقریباً ۸۰ افراد کو گرفتار کر لیا، جن میں جوان، بوڑھے اور نو جوان بچے حتی کہ بعض خواتین بھی شامل تھیں۔(۱)

---

(۱) آل حکیم کے ان اسی [۸۰] افراد میں سے ساڑے آٹھ سال کی قید بامشقت سے رہائی کے موقع پر صرف ۴۴ لوگ باقی رہ گئے تھے، ان میں سے بعض لوگ کو شہادت کے درجہ پر فائز ہو گئے اور کچھ پہلے آزاد کر دئے گئے تھے۔

عراقی مدیریت امن عامہ کا قید خانہ

حضرت آیۃ ا...السید محمد سعید الحکیم دام ظلہ، آپ کے والد گرامی آیۃ اللہ السید محمد علی الحکیم مدظلہ، بھائی اور بیٹے گرفتار ہونے والوں میں سے تھے۔

عراقی مدیریت امن عامہ کی نہایت بری اور خوفناک جیل میں اس خاندان سے تفتیش کی گئی، اس مخفی تفتیش میں سب سے زیادہ سادات آل حکیم کو اذیت دی گئی، السید سعید الحکیم ان افراد سے تھے جنھیں سب سے زیادہ اذیت اور تکلیف دی گئی۔

مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھا۔(۱)

(۱) حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ العالی کو تختہ دار سے نجات دلانے میں جو اسباب وعلل کارفرما تھے ان میں سب سے اہم عامل یہ تھا کہ حکومت صدام کی جانب سے سادات آل حکیم پر اسلامی قومی کانفرنس میں شرکت کے لئے دباؤ میں شدت پیدا ہوجانے کے بعد بعض بزرگوں نے اس موضوع پر غور وخوض کرنے کی غرض سے ایک نشست تشکیل دینے کی تجویز رکھی اور موصوف سے بھی اس میں شرکت کی گزارش کی لیکن آپ نے اس نشست میں حاضر ہونے سے صاف انکار کردیا اور فرمایا: میں شرعی اعتبار سے مذکورہ کانفرنس میں شرکت نہ کرنے پر مطمئن ہوں اور اس اطمینان کے بعد کانفرنس میں شرکت کرنے کے موضوع پر غور وخوض کرنے کی مجھے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی خصوصاً اس بات کے پیش نظر بھی کہ مجھے توقع ہے کہ نشست برگزار کرنے کی صورت میں میرے پورے خاندان پر کڑی نظر رکھی جائے گی، حکومت کے سی آئی ڈی شدید طور پر اس اجتماع کو زیر نظر رکھیں گے، نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے خاندان سے انتقام لینے کی کاروائی میں شدت آجائے گی۔

مدیریت امن عامہ میں ایک عرصہ تحقیق ہونے کے بعد آپ نے خود کو جیل کی فضا کے ساتھ ہم آہنگ کرلیا اور باقی گرفتار ہونے والے افراد کو مرضی معبود کے سامنے سر تسلیم خم کرنے ،اپنے امور کو اللہ کے سپرد کردینے کی اہمیت پر زور دیتے تھے نیز حکومت کے سامنے جھکنے اور اس کے ساتھ کسی طرح کا ساز باز کرنے کی فکر کو ٹھکراتے ہوئے عزم وصبر کی تلقین کرتے تھے۔

چھوٹے سے قرآن مجید کے علاوہ کچھ نہ تھا لیکن حکومت کے کارندوں نے درس

گزشتہ صفحہ کا بقیہ: آپ نے جیل ہی میں تفسیر قرآن کا درس شروع کیا جب کہ وہاں ایک بوسیدہ اور چنانچہ ہوا بھی وہی جس کی موصوف کو توقع تھی یعنی جس جگہ یہ جلسہ برگزار ہوا اسے زیر نظر رکھا گیا تھا بعد میں شرکت کرنے والوں کو حراست میں لے لیا گیا اور مدیریت امن عامہ میں موصوف سے باز پرس کی گئی تو باز پرس کرنے والے آفیسر نے پہلے تو یہ خیال کیا کہ اس میٹنگ میں آپ بھی شریک تھے، لیکن تحقیق وجستجو کے بعد معلوم ہوا کہ آپ اس میں شریک نہیں تھے۔

دلچسپ بات تو یہ ہے کہ حکومت کو یہ گمان ہوگیا کہ مذکورہ میٹنگ میں شرکت کے لئے خاندان حکیم کی طرف سے آپ کو بلایا ہی نہیں گیا تھا چونکہ تشکیل اجتماع کی تجویز پیش کرنے والوں میں آپ کا نام اصلاً موجود نہ تھا اسی بنیاد پر آپ حکومت کے حکم اعدام [پھانسی] سے نجات پاگئے۔

اور حکومت کو اس بات کی خبر ہی نہ ہوسکی کہ اسلامی قومی کانفرنس میں عدم مشارکت کے بارے میں پہلے ہی سے قطعی فیصلہ تھا۔

خاندان حکیم کی طرف سے منعقدہ اجتماع میں آپ کی عدم شرکت کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے لئے مذکورہ حکومتی کانفرنس میں عدم مشارکت کا موضوع اتنا روشن تھا کہ اس میں کسی طرح کے غور وخوض اور تدبر وتفکر کی ضرورت نہ تھی۔

کے شروع ہونے کو محسوس کر لیا اور اس بارے میں بھی جستجو کی گئی چونکہ صدامی حکومت کے نزدیک قید خانے میں کسی طرح کی دینی اور اسلامی سعی وکوشش نیز تعلیم وتربیت سے آشنائی کی سزا سولی پر چڑھا دینا تھا لہٰذا آپ نے مجبوراً درس ترک کر دیا اگر چہ پوشیدہ طور پر علمی مباحث کی نشستوں کا سلسلہ باقی رہا۔

اسی طرح آپ نے وہاں پر اپنی تقریرات کے ذریعہ دینی مناسبتوں کو زندہ کیا اور جیل میں موجود خاندانوں کے نوجوانوں کو وہ مذہبی قصیدے یاد کرائے جو آپ کو حفظ تھے تا کہ انھیں ان محفلوں اور مجلسوں میں پڑھ سکیں جو نہایت مخفی طور پر حکومت کے کارندوں کی نظروں سے بچ بچا کر مختلف مناسبتوں پر قید خانوں میں برپا کی جاتی تھیں۔

ابوغریب نامی جیل کی تنگ وتاریک قید خانے

۱۹۸۵ء کے تیسرے مہینے ''مارچ'' میں حکومت نے حراست میں لئے گئے سادات آل حکیم سے ۱۶/افراد دو مرحلوں میں سولی دینے کے بعد بقیہ کو مدیریت امن عامہ کے عارضی جیل سے نکال کر ابوغریب (۱) نامی جیل کے مخصوص تنگ وتار، بند حصوں

---

(۱) یہ جیل بہت بڑی ہے جو مختلف حصوں پر مشتمل ہے:
۱۔ایک حصہ وہ ہے جہاں پولیس والوں کو جیل میں ڈالا جاتا ہے۔
۲۔ایک حصہ وہ ہے جہاں نوجوانوں کو جیل میں ڈالا جاتا ہے۔
۳۔ایک حصہ وہ ہے جہاں ہلکے فیصلوں کی جیل ہے۔
۴۔ایک حصہ وہ ہے جہاں بھاری فیصلوں کی جیل ہے۔

میں قید کر دیا اور انھیں ایک ایسی جگہ لے گئے جو ق۲/ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اس کے بعد سب کو اکھٹا کیا اور دو گروہ میں تقسیم کرنے کے بعد ایسی بند اندھیری کوٹھریوں میں ڈال دیا جن میں ایک دوسرے کا دیدار اور ملاقات کا کوئی امکان نہ تھا۔

اگر چہ ایک اعتبار سے ان اندھیری کوٹھریوں میں زندگی نہایت دشوار تھی (جن کی تفصیلی تشریح کی سر دست گنجائش نہیں ہے) لیکن دوسری طرف سے وہاں پر سادات آل حکیم کے لئے علمی، تربیتی، تہذیبی اور ثقافتی لحاظ سے سرگرمی کا نسبتاً وسیع موقع فراہم ہو گیا کیونکہ ایک تو وہاں قیدیوں کی تعداد زیادہ تھی، دوسرے یہ کہ وہ دینی اور ثقافتی امور کے بے حد پابند تھے اس کے علاوہ جیل کا یہ حصہ کسی حد تک حکومت کی نگرانی اور حراست سے دور تھا وہاں پر ''خفیہ پولیس'' والوں کی آمد و رفت کم تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ قیدیوں کے درمیان پھیلی ہوئی بدبو اور کثافت کے جراثیم منتشر

گزشتہ صفحہ کا بقیہ: ۵۔ایک حصہ وہ ہے جہاں مخصوص فیصلوں کی جیل (جس میں ان قیدیوں کو رکھا جاتا ہے جن کے مقدموں کی سماعت بدنام زمانہ عدالت، ''انقلابی عدالت'' کے سپرد ہوتی ہے نیز اس جیل میں بھی دو حصے ہیں:

۱۔کھلا ہوا حصہ (جس میں قیدیوں کو اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کرنے کی اجازت ہوتی ہے)۔

۲۔بند حصہ (جو باہر کی دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہوتا ہے اور وہاں کے قیدیوں کو اپنے عزیز و اقارب سے ملنے کی قطعاً اجازت نہیں ہوتی، ان کے اندر موجود افراد کے بارے میں معدودے چند جلادوں کے علاوہ جو سختی و سنگدلی میں معروف تھے کسی کو کچھ خبر نہیں ہوتی تھی اور سادات آل حکیم کو اسی حصہ میں قید کیا گیا تھا۔

ہونے سے وہ بہت ہراساں تھے۔

یہاں تک کہ بعض ان میں سے جب جیل میں داخل ہوتے تو ماسک لگا کر داخل ہوتے، غرض کہ مذکورہ حالات واسباب نے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم دام ظلہ العالی کے لئے جیل کے اندر علمی، اجتماعی اور تربیتی کاوشوں کا موقع فراہم کر دیا۔

قید خانہ میں آپ کی علمی اور سماجی کارکردگی

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم دام ظلہ العالی نے سادات آل حکیم سے تعلق رکھنے والے فضلاء کے لئے تدریس کا آغاز کیا، خصوصاً اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ وہاں کے قیدیوں کی ایک بڑی تعداد ان طلاب کی تھی جو گرفتاری سے پہلے آپ کے درس خارج میں شرکت کرتے تھے چنانچہ آپ نے درس خارج کی سطح کے دو درس ''فقہ واصول'' شروع کئے اسی طرح دینی مناسبتوں کو زندہ رکھنے کے لئے آپ نے بڑی توجہ اور جانفشانی سے کام لیا۔

اس سلسلہ میں آپ نے یہ کیا کہ عمومی موضوعات کو لے کر ثقافتی تقاریریں فرماتے جن کا وہاں کی دم گھٹنے والی فضا میں بڑا گہرا اثر قائم ہوا، اس کے علاوہ گوناگوں نوعیت کے علمی مسائل کے جوابات دینا بھی اسی کدوکاوش میں شامل ہیں، آپ نے اس سعی وکوشش کو درس ہی تک محدود نہ رکھا بلکہ ان میں سے اہم آثار کو قلمبند بھی کیا جو مذکورہ ذیل کتابوں کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں:

۱)'' تہذیب علم اصول ''

یہ کتاب علم اصول کا ایک مختصر دورہ ہے جسے آپ نے اپنی گرفتاری کے ایام کے بعد کامل کیا جو کتاب بعد میں ''الکافی فی الاصول'' کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آئی۔

۲) ''کتاب الخمس''

یہ فقہی استدلالی کتاب ہے جس کی قید خانے میں تدریس کے وقت جمع آوری ہوئی اور چند حصوں پر مشتمل ہے۔

۳) '' مباحث الاصول العملیہ ''

اس کتاب کو آپ نے صرف اور صرف اپنے ذہن وحافظہ پر اعتماد کرتے ہوئے تالیف کیا، لیکن اس خوف سے کہ جیل کی تفتیش اور چھان بین کے دوران **''خفیہ پولیس''** والوں کو اس کی اطلاع نہ ہو جائے آپ نے اسے تلف کر دیا۔

٤) '' سیرۃ النبی اور ائمہ''

یہ کتاب بھی آپ نے محض اپنے ذہن اور حافظے کا سہارا لیتے ہوئے تالیف فرمائی تا کہ اسلامی وثقافتی تقریروں کے لئے اس سے مدد لی جا سکے کیونکہ وہاں پر کوئی اور کتاب موجود ہی نہ تھی، لیکن یہ کتاب بھی ضائع کر دی گئی اس لئے کہ وہاں پر کچھ اس طرح کی خبریں پھیلیں کہ **''خفیہ پولیس''** والے جیل کی تلاشی لینے والے ہیں، واضح رہے کہ اگر تلاشی کے دوران کسی کے پاس سے کاغذ، کتاب یا رقعہ تک مل جاتا تو ظالم حکومت کے قوانین کے مطابق اس کی سزا سولی کے علاوہ کچھ اور نہ تھی۔

یہاں پر اس بات کو بیان کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ مذکورہ بالا کتابیں سگریٹ بکس پر لکھی گئیں جن کو حاصل کرنے نیز لکھنے کے واسطے قلم فراہم کرنے کے لئے جو طریقۂ کار اختیار کیا جاتا اس کی الگ ہی داستان ہے جس کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

قید خانہ میں آپ کی تربیتی اور سماجی کارکردگی

قید خانہ کی خستہ حالت اور وہاں پر مہلک امراض کا انتشار، اعزہ واقارب سے قیدیوں کی دوری وجدائی (کیونکہ انھیں اپنے گھر اور خاندان والوں سے ملنے کی اجازت ہی نہیں تھی بلکہ اہل خانہ وخاندان ان کے انجام سے یکسر بے خبر ہوا کرتے تھے) اور انھیں کے بیچ ایسے جوانوں اور نوجوانوں کا وجود جو اپنے بوڑھے والدین سے بچھڑ چکے تھے، ایسے لوگوں کی موجودگی جو اپنے اہل وعیال اور کنبہ واطفال سے جدا ہو چکے تھے اور ایسے ضعیف العمر وسن رسیدہ افراد کا وجود جو ضعف ونقاہت کے سبب مختلف امراض میں مبتلا تھے، اس کے باجود اکثر افراد کے لئے تحقیق وتفتیش کے دوران کی دردناک سزاؤں کے آثار ونتائج کا تحمل کرنا نہایت سخت وگراں ہوتا تھا۔

وہاں پر اکثریت ایسے نوجوانوں کی تھی جو نہ جسمانی طور پر اس طرح کی قید وبند کی صعوبتوں کے کبھی عادی تھے اور نہ ذہنی ونفسیاتی اعتبار سے اس کے لئے آمادہ، کیونکہ حکومت کے خلاف ان کی کوئی سرگرمی تھی ہی نہیں جس کے باعث وہ اس سے کمتر سزا کے بھی مستحق قرار پاتے بلکہ یہ جابر حکومت کی سرکشی اور اس کے ظلم وستم کا تباہی خیز سیلاب تھا جو جبری طور پر انھیں بہا کر وہاں تک لے آیا تھا، لہٰذا ظاہری بات تھی کہ ان کو ان سخت وپر مشقت حالات میں انفرادی واجتماعی لحاظ سے نہایت کرب واذیت سے دوچار ہونا پڑا اور جیل کی بھیانک، تنگ وتار کوٹھریوں میں پولیس والوں کی بار بار دھمکیاں اور مسلسل دباؤ کا سامنا کرنا انھیں بے حد گراں گزرا، ایسے میں

یقیناً انھیں ایک ایسے انسان کی ضرورت تھی جوان کے ساتھ پدری شفقت برتے اور ان کا ہر لحاظ سے پاس ولحاظ رکھے اور وہ انسان کوئی اور نہ تھا سوائے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم طباطبائی دام ظلہ العالی کے، جنھوں نے اس ذمہ داری کو اپنے دوش پر اٹھایا۔

چنانچہ آپ نے ایسے ہزاروں قیدیوں کی دیکھ بھال کی جوخوفناک جیل کی کوٹھریوں میں محبوس، تڑپتے اور آہ ونالہ کرتے تھے، جو مریض بغیر علاج ومعالجہ کی بنا پر اپنے مرض کا سخت مقابلہ کرتا ہوا نظر آتا آپ اس کی دلجوئی کرتے ، جو بیمار تنگی نفس کا شکار ہوتا اس کی خبر گیری کرتے اور تسلی ودلاسا دلاتے ، جونوجوان جیل کی سختیوں سے اپنا عزم وحوصلہ کمزور کر بیٹھتا اس کے عزم وحوصلہ میں قوت وتوانائی بخشتے۔

نیز یکے بعد دیگرے پیش آنے والی اجتماعی مشکلات کو اپنی حکمت عملی سے حل فرماتے، جب سالوں بعد حکومت بعض قیدیوں کو جن میں سادات آل حکیم بھی شامل تھے۔

ان کے خاندان سے ملاقات کی اجازت دیتے تو آپ نیز دیگر سادات آل حکیم اپنے اہل خاندان کو بڑی مقدار میں دوا، خوراک اور پوشاک وغیرہ لانے کا حکم دیتے جن کی قیدیوں کو سخت ضرورت تھی اور یہ کام ڈاکٹر سید محمد صالح اور جیل کے اندر دیگر ذمہ داران کے ساتھ جو خود بھی قیدی اور مومن انسان تھے ہماہنگی سے انجام پاتا، چنانچہ خواتین سادات اور ان کے کم عمر بچے بڑی سختی ومشقت سے ضرورت کی چیزیں (دوا، غذا، لباس) فراہم کرتے اور حکومت کی شدید نگرانی ونظارت کی فضا میں بے پناہ اخراجات تحمل کر کے یہ سامان جیل تک پہنچاتے تا کہ ان قیدیوں کا تعاون

ہو سکے جن کے حالات ایسے نہیں تھے کہ وہ اپنے لئے ضرورت کی چیزوں کو کہیں سے فراہم کر سکیں۔

ایسے ماحول اور حالات میں حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم طباطبائی دام ظلہ العالی خود بھی اجتناب کرتے اور اپنے فرزندوں و متعلقین کو بھی ہدایت کرتے تھے کہ وہ گھر سے آئی ہوئی چیزوں کا اس طرح استعمال نہ کریں کہ دیگر محروم قیدیوں کو اس سے دکھ و ٹھیس پہنچے، نیز آپ ہمیشہ ہدایت کرتے کہ سب کے ساتھ ہمدردی برتی جائے اور سبھی کا برابر خیال رکھا جائے۔

وہاں کے قیدیوں اور حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم طباطبائی دام ظلہ العالی کے بیچ پیش آنے والے بے شمار ایسے موثر قصے اور یادگار واقعات ہیں جن کو موصوف آج تک نقل کرتے رہتے ہیں ان سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ان کے لئے ایک مہربان باپ کے عنوان سے ان کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔

ان مومن قیدیوں کا پاس ولحاظ اور خیال رکھنے کی صورت حال یہ تھی کہ جس وقت ابوغریب جیل کے بند حصوں میں حد درجہ سختی وصعوبت کے دن گزر رہے تھے آپ نے اپنے ایک بیٹے سے فرمایا:

''اگر ہماری یعنی سادات آل حکیم کی اذیت ومشقت کا اس کے علاوہ کوئی دوسرا فائدہ نہ ہو کہ ان مومن قیدیوں کو ہماری وجہ سے کچھ تقویت ودلاسا ہو جائے تو یہی بہت ہے''۔

تفتیش کے دوران موصوف کی ثبات قدمی اور پائیداری

عراق کے قیدیوں کو عموماً مختلف قسم کی بے پناہ تکلیف واذیت کا سامنا کرنا پڑتا تھا جس کے نتیجہ میں ثبات قدمی و پائیداری کا مظاہرہ کرتے رہنا بڑا دشوار اور مشکل ہوتا ہے، حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم طباطبائی دام ظلہ العالی کو بھی خود طرح طرح کی تکلیفوں اور مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا جن میں لاٹھی کی مار اور بجلی کے کرنٹ وغیرہ کے ذریعہ اذیت رسانی شامل ہے اور خاص طور سے ایذا رسانی کی وہ کاروائیاں جو ۱۹۹۱ء میں کامل تکریتی ملعون کے زیر نگرانی انجام پائیں، بہت سخت ہیں، یہ شخص ظالم ومجرم صدام کا داماد اور اس کے پاس نقیب کا عنوان رکھتا تھا، یہ اس وقت امنیت خاص کے نظام کی صدارت کا ماحصل تھا نیز اس مشترکہ امنیتی کمیٹی کا صدر تھا جس کے ذمہ ۱۹۹۱ء کے قومی قیام کے حوادث وواقعات کی تحقیق وتفتیش کا کام سونپا گیا تھا۔(۱) اس ظالم (کامل تکریتی) نے اپنا سارا غصہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم طباطبائی دام ظلہ العالی کے اوپر اتارا اور اس سلسلہ میں اس نے ایذا رسانی کے گونا گوں اسباب ووسائل کا سہارا لیا، لیکن حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم

(۱) واضح رہے کہ ظالم حکومت نے ۱۹۹۱ء کے قومی قیام کے واقعات کی چھان بین کے لئے بعض خطرناک قسم کی امنیتی نظاموں کو ملا کر ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی تھی جو نظام امن خاص، نظام امن عام، نظام استخبارات عسکری اور نظام اطلاعات عامہ کے ناموں سے موسوم تھے اور کامل تکریتی، نظامِ امن کا صدر ہونے کے اعتبار سے اس مشترکہ کمیٹی کا بھی صدر تھا۔

طباطبائی دام ظلہ العالی نے انوکھے صبر وحوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس ملعون کو کہنا پڑا:

''آپ کا جسم نحیف وناتواں ہے تو آپ اعتراف کیوں نہیں کر لیتے تا کہ اتنی تکلیف واذیت سے آپ کو نجات مل جائے''۔

آپ دوسرے قیدیوں کو بھی صبر وتحمل، ثبات واستقامت اور توکل علی اللہ کی ترغیب دلاتے بلکہ ان کے عزم وحوصلہ کی تقویت کے لئے ان کے ساتھ مزاح بھی کیا کرتے۔

چنانچہ آپ کے مذکورہ موقف اور برتاؤ کا ان پر بہت اثر ہوتا اور تفتیش تمام ہونے کے بعد وہ ایک دوسرے سے آپ کے موقف اور رویہ کی نقل وحکایت بھی کرتے غرض کہ جس طرح تفتیش کے دوران ظالم حکومت کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اسی طرح ان حوصلہ شکن حالات میں اسے آپ سے حکومت کے موافق موقف حاصل کرنے میں بھی ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا جب کہ اس مقصد کی حصولیابی کے لئے ستمگر حکومت نے آپ کے اوپر ہر طرح کے دباؤ اور سخت تکلیف وایذا رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی اور سادات آل الحکیم کی ایک بڑی تعداد کے خاتمہ کے بعد جب جابر حکومت نے آپ کو اور بقیہ سادات کو آزاد کیا [۵/ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ] کو تو رسمی طور پر مرجعیت کا عہدہ قبول کرنے کے لئے مختلف انداز سے آپ پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی۔

لیکن آپ نے شدت کے ساتھ انکار کیا اور اس بات پر زور دیا کہ شیعہ دینی مرجعیت کو نظام حکومت سے بالکل جدا اور مستقل ہونا چاہئے اور نتیجہ کے طور پر آپ نے حکومت کے مقاصد کو برآوردہ کرنے پر خود ہر طرح کے دباؤ اور مشقت وصعوبت

کے تحمل کر لینے کو ترجیحاً اختیار کیا۔

اس کے بعد ظالم حکومت نے سخت قیود و شرائط کے ساتھ آپ پر اور آپ کی تصنیفات و تالیفات کی نشر و اشاعت پر پابندی عائد کر دی اور تبلیغی کارکردگی جیسے مبلغین روانہ کرنے، کتابیں تقسیم کرنے، تربیتی کیمپ لگانے، سماجی پروگرام منعقد کرنے اور اجتماعی خدمات وغیرہ انجام دینے پر روک لگا دی یہاں تک کہ آپ جوان ایام میں ہر شب جمعہ زیارت امام حسین علیہ السلام کے لئے کربلائے معلیٰ تشریف لے جاتے اور کربلا میں صحن حسینی کے اندر نماز جماعت قائم کرتے اس سے بھی آپ کو منع کر دیا گیا۔

مگر ان تمام پابندیوں کے باوجود نجف اشرف کے حوزۂ علمیہ کو استحکام بخشنے، عراق کے ہزاروں غریبوں کی کفالت کرنے (جن میں بہت سے شہداء اور قیدی افراد کے کنبے بھی شامل تھے) مبلغین ارسال کرنے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کی انجام دہی کی بابت آپ کے پختہ عزم و ہمت میں ذرہ برابر فرق نہیں پیدا ہوا۔

جس وقت آپ نے بغرض علاج بیرون عراق کا سفر کیا تو بہت سے مؤمنین نے خاص طور سے اس بات کے پیش نظر کہ جنگ کے بادل افق پر منڈلا رہے ہیں اصرار کیا کہ آپ بیرون عراق ہی رک جائیں اور پلٹ کر عراق واپس نہ آئیں، لیکن آپ نے نجف اشرف کے حوزۂ علمیہ کی آغوش میں پلٹ آنے کا عزم بالجزم کر رکھا تھا تا کہ مؤمنین عراق کی طولانی مصیبت و صعوبت میں قریب سے شریک رہیں۔

چنانچہ آپ نے عراق واپس نہ آنے کی التماس کرنے والے ایک شخص سے فرمایا:

''میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا پلٹ کر عراق کو واپس نہ آنا حوزۂ علمیہ کے اندر اور باہر رہنے والے بہت سے مؤمنین کے لئے، مایوسی وناامیدی کا باعث نہ بن جائے کیونکہ انھیں یہ خیال ہوگا کہ میں مؤمنین عراق کو ان کے درد ومصیبت میں تنہا چھوڑ دینے کے لئے کسی موقع کی تاک اور فرصت کی تلاش میں تھا''۔

چنانچہ یہ بات دوسروں کو بھی حوزۂ علمیہ اور عراق ترک کرنے پر آمادہ کرسکتی ہے اور پھر آخر میں ظالم حکومت نے اپنی حمایت وتائید میں آپ سے بیان جاری کرنے کے سلسلہ میں آپ کے اوپر بے حد دباؤ ڈالا کہ شاید اس طریقہ سے عراق کی مظلوم عوام صدام کو اس کے اس حتمی ویقینی انجام سے نجات دلانے کے لئے اٹھ کھڑی ہو جو انجام اللہ کی مشیت سے اس کے کل تک کے آقاؤں اور اس کی پشت پناہی کرنے والوں کے انتظار میں تھا لیکن آپ نے ان تمام تر دباؤ کے باوجود اس کی اس درخواست کو یکسر ٹھکرا دیا یہاں تک کہ خدا کی مرضی سے اس ظالم وستمگر حکومت کا اس طرح خاتمہ ہوگیا کہ اب انشاءاللہ کبھی اس کی رجعت وبازگشت نہ ہوگی۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید الحکیم طباطبائی دام ظلہ العالی، کی عمر بابرکت کو دراز کرے اور حقیقی اسلام کے اصولوں کی نشر واشاعت اور مؤمنین کی خدمت کے لئے انھیں مزید توفیقات سے نوازے یقیناً اللہ توفیق عنایت فرمانے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

وَالسَّلامُ عَلَيكُم وَرَحمَةُاللهِ وَبَرَكاتُه

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید طباطبائی الحکیم (دام ظلہ العالی) کے دفاتر

رابطے نمبرز

۱۔ نجف اشرف (عراق)

ٹیلیفون: (964-33)370036-36454

۲۔ قم (ایران)

پوسٹ بکس نمبر: p-o-37185-486

ٹیلیفون: 0098-251-7740230

فیکس: 0098251-7742146

۳۔ بیروت :

ٹیلیفون: (00961-3)355336

فیکس: (00961-1)273692